آیت نمبر (37تا41)

ز	ل	ق

(س) زَلَقًا: قدم پھسلنا۔

زَلَقٌ: صفت بھی ہے۔ پھسلنی جگہ۔ چکنی۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۴۰۔

(افعال) اِزْلَاقًا: پھسلانا۔﴿ اِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ ﴾ (68/القلم:51)''اور یقینا قریب ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا پھسلا دیں آپ ﷺ کو اپنی آنکھوں سے یعنی گھور گھور کے۔''

ترکیب

(آیت۔۳۸) لٰكِنَّا۠ کے الف پر قرآن مجید کے نسخوں میں یا تو کاٹا (x) لگا ہوتا ہے یا ایک گول نشان (o) ہوتا ہے۔ یہ اس بات کی علامت ہے کہ یہ الف پڑھا نہیں جائے گا۔ اس لئے اس کو لٰكِنَّ پڑھنا ہے، لیکن یہ لٰكِنَّ بھی نہیں ہے۔ اگر یہ لٰكِنَّ ہوتا تو اس کے آگے ضمیر مرفوع هُوَ کے بجائے ضمیر منصوبہ آتی اور یہ لٰكِنَّهٗ آتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ دراصل لٰكِنْ اَنَا ہے جو کو لٰكِنَّا لکھا اور لٰكِنَّ پڑھا جاتا ہے۔ (آیت۔۳۹) مضارع تَرٰى کو اِنْ نے مجزوم کیا تو یا گر گئی اور اِنْ تَرَ باقی بچا۔ اس کے آگے ضمیر مفعولی نِيْ ہے۔ نِ اس کا نون وقایہ ہے۔ اس کے آگے اَنَا اگر مبتدا ہوتا تو اس کی خبر اَقَلُّ آتی لیکن اَقَلَّ حالت نصب میں ہے، اس سے معلوم ہوا کہ اَنَا دراصل ضمیر مفعول نِيْ کی تاکید کے لئے آیا ہے اور تَرَ کا مفعول ہونے کی وجہ سے اَقَلَّ حالت نصب میں ہے۔

(آیت۔۴۰) اَنْ يُّؤْتِيَنِ میں بھی نون وقایہ ہے۔

ترجمہ:

قَالَ	لَهٗ	صَاحِبُهٗ	وَ	هُوَ	يُحَاوِرُهٗٓ	اَ
کہا	اس سے	اس کے ساتھی نے	اس حال میں کہ	وہ	گفتگو کررہا تھا اس سے	کیا

كَفَرْتَ	بِالَّذِيْ	خَلَقَكَ	مِنْ تُرَابٍ	ثُمَّ	مِنْ نُّطْفَةٍ	ثُمَّ
تونے انکار کیا	اس کا جس نے	پیدا کیا تجھ کو	ایک مٹی سے	پھر	ایک نطفہ سے	پھر

سَوّٰىكَ	رَجُلًا ﴿۳۷﴾	لٰكِنَّا۠	هُوَ	اللّٰهُ	رَبِّيْ
ٹھیک ٹھاک کیا تجھ کو	بطور ایک مرد کے	لیکن میں (کہتا ہوں کہ)	وہ	اللہ	میرا رب ہے

وَلَآ اُشْرِكُ	بِرَبِّيْٓ	اَحَدًا ﴿۳۸﴾	وَلَوْلَآ	اِذْ
اور میں شریک نہیں کرتا	اپنے رب کے ساتھ	کسی ایک کو	اور کیوں نہیں	جب

دَخَلْتَ	جَنَّتَكَ	قُلْتَ	مَا	شَاۗءَ	اللّٰهُ ۙ	لَا قُوَّةَ
تو داخل ہوا	اپنے باغ میں	تو تونے کہا	جو	چاہا	اللہ نے	کوئی بھی قوت نہیں

اِلَّآ	بِاللّٰهِ ۚ	اِنْ	تَرَنِ اَنَا	اَقَلَّ	مِنْكَ	1214 مَالًا	وَّوَلَدًا ۚ (39)
مگر	اللہ سے	اگر	تو دیکھتا ہے مجھ کو	کمتر	اپنے سے	بلحاظ مال کے	اور اولاد کے

فَعَسٰى	رَبِّيْٓ	اَنْ	يُّؤْتِيَنِ	خَيْرًا	مِّنْ جَنَّتِكَ	وَيُرْسِلَ
توامید ہے	میرے رب سے	کہ	وہ دے گا مجھ کو	بہتر	تیرے باغ سے	اور وہ بھیج دے گا

عَلَيْهَا	حُسْبَانًا	مِّنَ السَّمَآءِ	فَتُصْبِحَ	صَعِيْدًا زَلَقًا (40)
اس پر	کوئی آفت	آسمان سے	نتیجۃً وہ (باغ) ہو جائے	ایک چکنا میدان

اَوْ	يُصْبِحَ	مَآؤُهَا	غَوْرًا	فَلَنْ تَسْتَطِيْعَ	لَهٗ	طَلَبًا (41)
یا	ہو جائے	اس کا پانی	جذب (زمین میں)	پھر تجھے ہرگز استطاعت نہ ہوگی	اس کو	(واپس) بلانے کی

آیت نمبر (42تا44)

ترجمہ:

وَاُحِيْطَ	بِثَمَرِهٖ	فَاَصْبَحَ	يُقَلِّبُ
اور گھیر (یعنی سمیٹ) لیا گیا	اس کے پھل کو	نتیجۃً وہ ہو گیا	الٹتا پلٹتا ہوا

كَفَّيْهِ	عَلٰى مَآ	اَنْفَقَ	فِيْهَا
اپنی دونوں ہتھیلیوں کو (یعنی ہاتھ ملتا رہ گیا)	اس پر جو	اس نے خرچ کیا	اس (باغ) میں

وَ	هِيَ	خَاوِيَةٌ	عَلٰى عُرُوْشِهَا	وَيَقُوْلُ	يٰلَيْتَنِيْ
اس حال میں کہ	وہ (باغ)	اوندھا تھا	اپنی چھتوں پر	اور وہ کہتا تھا	اے کاش

لَمْ اُشْرِكْ	بِرَبِّيْٓ	اَحَدًا (42)	وَلَمْ تَكُنْ	لَّهٗ	فِئَةٌ
میں شریک نہ کرتا	اپنے رب کے ساتھ	کسی ایک کو	اور تھی ہی نہیں	اس کے لئے	کوئی ایسی جماعت جو

يَّنْصُرُوْنَهٗ	مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ	وَمَا كَانَ	مُنْتَصِرًا (43) ؕ	هُنَالِكَ
مدد کرتی اس کی	اللہ کے علاوہ	اور وہ نہیں تھا	بدلہ لینے والا	یہاں (پتہ لگ گیا کہ)

اَلْوَلَايَةُ	لِلّٰهِ الْحَقِّ ؕ	هُوَ	خَيْرٌ	ثَوَابًا	وَّخَيْرٌ	عُقْبًا (44) ۧ
کل کی کل کارسازی	برحق اللہ کے لئے ہے	وہ	بہتر ہے	بطور بدلے کے	اور بہتر ہے	بطور انجام کے

نوٹ۔1

زیر مطالعہ آیات ۳۲ سے ۴۴ تک میں جو مثال دی گئی ہے اور اس میں جو دو اشخاص کے حالات اور مکالمہ دیا گیا ہے، اس میں ایک توجہ طلب بات یہ ہے کہ یہاں کہیں بھی کسی دیوی یا دیوتا کا ذکر نہیں ہے، پھر وہ کیا بات ہے جس کو آیت۔۳۷ میں باغ والے کا کفر قرار دیا گیا اور آیت۔۳۸ میں جس سے اعلان برأت کرتے ہو باغ والے کے ساتھی نے کہا کہ میں اپنے رب کے ساتھ کوئی شرک

نہیں کرتا۔اور پھر آیت۔42میں خود باغ والے نے جس کے لئے اپنا کفِ افسوس ملتے ہوئے کہا کہ کاش میں اپنے رب کے ساتھ شریک نہ کرتا۔اب نوٹ کرلیں کہ وہ بات آیت۔35،36میں دی ہوئی ہے۔یہ مادہ پرستانہ نکتہ نظر ہے[1214] جس کو یہاں کفراور شرک قرار دیا ہے۔اس لئے ضروری ہے کہ ہم مادہ پرستی کے فلسفہ کو اچھی طرح سمجھ لیں۔

عام خیال یہ ہے کہ مادہ پرستی کا مرض نیوٹن کی فزکس کی پیداوار ہے۔لیکن ان آیات کے مطالعہ سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ مرض بہت پرانا ہے۔نیوٹن نے پرانی شراب کو نئی بوتل میں پیش کیا ہے۔مادہ پرستانہ فلسفہ یہ ہے کہ مادہ (Matter) کا وجود قدیم ہے یعنی وہ ہمیشہ سے ہے اور مادہ کی خصوصیات (Properties of Matter) اس کی ذاتی ہیں اور لا فانی ہیں۔یہ سوچ قیامت کے نظریہ سے براہ راست متصادم ہے۔کیونکہ مادے کو اور اس کی خصوصیات کو اگر لافانی مان لیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ کائنات اور اس کا نظام کبھی ختم نہیں ہوگا اور قیامت نہیں آئے گی۔اس کا منطقی نتیجہ یہ ہے کہ اس سوچ کا حامل شخص اگر اللہ کے وجود کو تسلیم کرتا ہے تب بھی قیامت پر اس کا ایمان متزلزل ہوجاتا ہے۔یہ کفر ہے،اس کا دوسرا منطقی نتیجہ یہ ہے کہ ایسے شخص کا تکیہ اور بھروسہ یعنی توکل مادے اور اس کی خصوصیات پر ہوجاتا ہے اور ذاتِ باری تعالیٰ اس کے ذہن سے اوجھل ہوجاتی ہے۔یہ بھی کفر ہے۔اسی مادہ پرستی کے فلسفہ کو یہاں شرک کہا گیا ہے۔قرآن کا نظریہ یہ ہے کہ اس کائنات میں صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جس کا وجود قدیم ہے۔اللہ کی صفات اس کی ذاتی ہیں،کسی کی عطا کردہ نہیں ہیں۔اس کی صفات لامحدود (Infinite) ہیں اور لا فانی ہیں۔ اللہ کے سوا اس کائنات میں جو کچھ بھی ہے،جہاں بھی ہے اور جس شکل میں بھی ہے۔اس کا وجود حادث ہے یعنی وہ چیز پہلے نہیں تھی، اللہ نے اسے وجود بخشا تو وہ وجود میں آئی۔ہر چیز کا وجود اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّى ہے یعنی فانی ہے۔ ہر چیز کی صفات اس کی ذاتی نہیں ہیں بلکہ اللہ کی عطا کردہ ہیں۔لامحدود نہیں ہیں بلکہ ایک اندازے اور تناسب سے عطا کی گئی ہیں اور ہر چیز کے وجود کی طرح اس کی صفات بھی فانی ہیں۔

اب غور کریں کہ جب ہم مادہ کو قدیم اور اس کی صفات کو اس کی ذاتی اور لافانی مانتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے مادہ کو اللہ کا ’’کفو‘‘ یعنی ہم پلہ قرار دیا۔یہ بدترین شرک ہے اور بدقسمتی سے آج کے دور میں شرک کی یہی شکل سب سے زیادہ رائج ہے لیکن ہم میں سے اکثر کو اس کا احساس نہیں ہے۔(از لطف الرحمن خان صاحب)

آیت نمبر(45تا49)

ھ ش م		
(ض)	ھَشْمًا	کسی چیز کو توڑنا۔
	ھَشِیْمٌ	فَعِیْلٌ کے وزن پر صفت ہے اسم المفعول کے معنی میں۔توڑی ہوئی چیز۔توڑی ہوئی خشک گھاس۔چورا۔زیر مطالعہ آیت۔۴۵۔

ذ ر و		
(ن)	ذَرْوًا	خاک اڑانا۔بکھیرنا۔زیر مطالعہ آیت۔۴۵۔
	ذَارٍ	مونث۔ ذَارِیَۃٌ، ج: ذَارِیَاتٌ۔ اسم الفاعل ہے۔ اڑانے والا۔ بکھیرنے والا۔ ﴿ وَ الذّٰرِیٰتِ ذَرْوًا ۙ﴾ (51/الذّٰرِیٰتِ:1) ’’قسم ہے بکھیرنے والیوں کی جیسا کہ بکھیرنے کا حق ہے۔‘‘

1214

غ د ر

(ن)	غَدْرًا	بدعہدی کرنا۔بے وفائی کرنا۔
(مفاعلہ)	غِدَارً	کسی چیز کو چھوڑ دینا۔زیر مطالعہ آیت۔۴۷

ص ف ف

(ن)	صَفًّا	قطار بنانا۔صف بنانا۔زیر مطالعہ آیت۔۴۸
	صَفٌّ	اسم ذات بھی ہے۔قطار۔صف۔﴿ وَّ جَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ﴾ (89/الفجر:22) ’’اور آئے گا آپؐ کا رب اور تمام فرشتے (آئیں گے) قطار در قطار۔‘‘
	صَافٌّ	ج صَآفُّوْنَ اور صَوَافُّ اسم الفاعل ہے۔قطار بنانے والا۔صف باندھنے والا۔﴿ وَّ اِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ ﴾ (37/الصّٰفّٰت:165) ’’اور بیشک ہم یقیناً صف باندھنے والے ہیں۔‘‘﴿ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ ﴾ (22/الحج:36) ’’پس تم لوگ یاد کرو اللہ کا نام ان پر (ان کی) قطار بنانے والے ہوتے ہوئے۔‘‘
	مَصْفُوْفٌ	اسم المفعول ہے۔قطار لگایا ہوا۔﴿ مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى سُرُرٍ مَّصْفُوْفَةٍ ﴾ (52/الطور:20) ’’ٹیک لگانے والے ہوتے ہوئے قطار لگائے ہوئے تختوں پر۔‘‘

ش ف ق

(س)	شَفَقًا	رحم کرنا۔مہربان ہونا۔
	شَفَقٌ	اسم ذات بھی ہے۔مہربانی۔غروب آفتاب کے بعد افق پر سرخی۔شفق۔﴿ فَلَآ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ﴾ (84/الانشقاق:16) ’’پس نہیں! میں قسم کھاتا ہوں شام کی سرخی کی۔‘‘
(افعال)	اِشْفَاقًا	کسی کی رحمت و مہربانی کی محرومی سے ڈرنا۔پھر مجرد ڈرنے کے معنی میں بھی آتا ہے۔﴿ ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ ﴾ (58/المجادلہ:13) ’’کیا تم لوگ ڈر گئے کہ تم لوگ پیش کرو اپنی سرگوشی سے پہلے کچھ صدقہ۔‘‘
	مُشْفِقٌ	اسم الفاعل ہے۔ڈرنے والا۔زیر مطالعہ آیت۔۴۹

ترکیب

(آیت۔۴۵) اِخْتَلَطَ کا فاعل نَبَاتُ الْاَرْضِ ہے اور بِہٖ کی ضمیر مَآءٍ کے لئے ہے۔(آیت۔۴۸) اَلَّنْ دراصل اَنْ لَنْ ہے۔(آیت۔۴۹) تَرَی کا مفعول الْمُجْرِمِيْنَ ہے جبکہ مُشْفِقِيْنَ حال ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔ مَالِ میں مَا استفہامیہ ہے اور لِ دراصل حرف جارہ ہے جسے هٰذَا سے الگ کر کے لکھا گیا ہے۔یہ قرآن مجید کا مخصوص املا ہے۔عربی میں اس طرح نہیں لکھا جاتا۔عربی میں اسے مَالِهٰذَا ہی لکھا جائے گا۔صَغِيْرَةً اور كَبِيْرَةً صفت ہے۔ان کا موصوف محذوف ہے۔جو کہ اَعْمَالًا ہو سکتا ہے۔شَيْـًٔا کو محذوف نہیں مان سکتے کیونکہ صفت مونث آئی ہے۔

1214

ترجمہ:

وَاضْرِبْ	لَهُمْ	مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا	كَمَآءٍ	اَنْزَلْنٰهُ
اور آپؐ بیان کریں	ان لوگوں کے لئے	دنیوی زندگی کی مثال	پانی کی مانند	ہم نے اتارا جس کو

مِنَ السَّمَآءِ	فَاخْتَلَطَ	بِهٖ	نَبَاتُ الْاَرْضِ	فَاَصْبَحَ	هَشِيْمًا
آسمان سے	پھر ملا	اس (پانی) سے	زمین کا سبزہ	پھر وہ (سبزہ) ہو گیا	چورا

تَذْرُوْهُ	الرِّيٰحُ ؕ	وَكَانَ	اللّٰهُ	عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ	مُّقْتَدِرًا ۝۴۵
بکھیرتی ہیں اس کو	ہوائیں	اور ہے	اللہ	ہر چیز پر	پوری طرح قابو یافتہ

اَلْمَالُ	وَالْبَنُوْنَ	زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ	وَالْبٰقِيٰتُ	الصّٰلِحٰتُ
مال	اور بیٹے	دنیوی زندگی کی زینت ہیں	اور باقی رہنے والی	نیکیاں

خَيْرٌ	عِنْدَ رَبِّكَ	ثَوَابًا	وَّخَيْرٌ	اَمَلًا ۝۴۶	وَيَوْمَ
بہتر ہیں	آپؐ کے رب کے پاس	بلحاظ بدلے کے	اور بہتر ہیں	بلحاظ توقع کے	اور جس دن

نُسَيِّرُ	الْجِبَالَ	وَتَرَى	الْاَرْضَ	بَارِزَةً ۙ
ہم چلائیں گے	پہاڑوں کو	اور آپؐ دیکھیں گے	زمین کو	صاف کھلی ہونے والی حالت میں

وَّحَشَرْنٰهُمْ	فَلَمْ نُغَادِرْ	مِنْهُمْ	اَحَدًا ۝۴۷	وَعُرِضُوْا
اور ہم اکٹھا کریں گے ان کو	پھر ہم نہیں چھوڑیں گے	ان میں سے	کسی ایک کو	اور وہ لوگ پیش کئے جائیں گے

عَلٰى رَبِّكَ	صَفًّا ؕ	لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا
آپؐ کے رب پر (یعنی اس کے حضور)	صف بناتے ہوئے	بیشک تم لوگ آچکے ہو ہمارے پاس

كَمَا	خَلَقْنٰكُمْ	اَوَّلَ مَرَّةٍ	بَلْ	زَعَمْتُمْ	اَلَّنْ نَّجْعَلَ
جیسے کہ	ہم نے پیدا کیا تم کو	پہلی مرتبہ	بلکہ	تم لوگوں نے سمجھ لیا	کہ ہم ہرگز نہیں بنائیں گے

لَكُمْ	مَّوْعِدًا ۝۴۸	وَوُضِعَ	الْكِتٰبُ	فَتَرَى
تم لوگوں کے لئے	کوئی وعدہ کا وقت	اور رکھا جائے گا	لکھا ہوا (اعمال نامہ)	پھر آپؐ دیکھیں گے

الْمُجْرِمِيْنَ	مُشْفِقِيْنَ	مِمَّا	فِيْهِ	وَيَقُوْلُوْنَ
مجرموں کو	ڈرنے والے ہوتے ہوئے	اس سے جو	اس میں ہے	اور وہ لوگ کہیں گے

يٰوَيْلَتَنَا	مَا	لِ هٰذَا الْكِتٰبِ	لَا يُغَادِرُ	صَغِيْرَةً
ہائے ہماری تباہی	کیا ہے	اس ریکارڈ کو	وہ نہیں چھوڑتا	کسی چھوٹے (عمل) کو

وَلَا كَبِيْرَةً	اِلَّآ	اَحْصٰهَا	وَوَجَدُوْا
اور نہ ہی کسی بڑے (عمل) کو	سوائے اس کے کہ	اس نے گھیر لیا اس کو	1214 اور وہ لوگ پائیں گے

مَا	عَمِلُوْا	حَاضِرًا	وَلَا يَظْلِمُ	رَبُّكَ	اَحَدًا ﴿۴۹﴾
اس کو جو	انہوں نے عمل کئے	حاضر	اور ظلم نہیں کرے گا	آپ ﷺ کا رب	کسی ایک پر

نوٹ۔1

تیسرے کلمہ میں ہم لوگ جو پانچ کلمات پڑھتے ہیں، ان کو رسول اللہ ﷺ نے **الباقیات الصالحات** فرمایا۔ یہ بات متعدد روایات میں آئی ہے۔ بعض روایات میں پانچ کلمات ہیں جبکہ بعض روایات میں چار ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک دوسری روایت میں یہ ہے کہ آیت مذکورہ میں باقیات صالحات سے مراد مطلق اعمال صالحہ ہیں جن میں یہ کلمات بھی داخل ہیں۔

(ابن کثیر اور معارف القرآن سے ماخوذ)

آیت نمبر (50 تا 53)

ع ض د

(ن)　عَضْدًا　(۱) بازو پر مارنا (۲) کسی کا دست و بازو بننا یعنی مدد کرنا۔

عَضُدٌ　(۱) بازو (کہنی سے کندھے تک کا حصہ) (۲) مددگار زیر مطالعہ آیت۔ ۵۱

و ب ق

(ض)　وَبْقًا　ہلاک ہونا۔

مَوْبِقٌ　اسم الظرف ہے ہلاک ہونے کی جگہ۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۵۲۔

(افعال)　اِيْبَاقًا　ہلاک ہونا۔ ﴿ اَوْ يُوْبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوْا ﴾ (42/ الشوریٰ: 34) ''یا وہ تباہ کر دے ان سب کو بسبب اس کے جو انہوں نے کمایا۔''

ترجمہ:

وَاِذْ	قُلْنَا	لِلْمَلٰٓئِكَةِ	اسْجُدُوْا	لِاٰدَمَ	فَسَجَدُوْٓا	اِلَّآ
اور جب	ہم نے کہا	فرشتوں سے	تم لوگ سجدہ کرو	آدم کو	تو ان سب نے سجدہ کیا	سوائے

اِبْلِيْسَ	كَانَ	مِنَ الْجِنِّ	فَفَسَقَ	عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ	اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ
ابلیس کے	وہ تھا	جنوں میں سے	تو وہ نکل گیا	اپنے رب کے حکم (کی اطاعت) سے	تو کیا تم لوگ بناتے ہو اس کو

وَذُرِّيَّتَهٗٓ	اَوْلِيَآءَ	مِنْ دُوْنِيْ	وَ	هُمْ	لَكُمْ	عَدُوٌّ
اور اس کی اولاد کو	کارساز	میرے علاوہ	حالانکہ	وہ سب	تم لوگوں کے	دشمن ہیں

بِئْسَ	لِلظّٰلِمِيْنَ	بَدَلًا ﴿۵۰﴾	مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ
کتنا برا ہے یہ	ظالموں کے لئے	بلحاظ بدل کے (یعنی بدلے میں لی ہوئی چیز کے)	میں نے گواہ نہیں بنایا تھا ان کو

خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ	وَلَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ	وَمَا كُنْتُ
زمین اور آسمانوں کی تخلیق کا	اور نہ ہی ان کی اپنی تخلیق کا	اور میں نہیں تھا

مُتَّخِذَ الْمُضِلِّیْنَ	عَضُدًا ﴿۵۱﴾	وَیَوْمَ	یَقُوْلُ
گمراہ کرنے والوں کو بنانے والا	(اپنا) مددگار	اور جس دن	1214 وہ (یعنی اللہ) کہے گا

نَادُوْا	شُرَكَآءِیَ الَّذِیْنَ	زَعَمْتُمْ	فَدَعَوْهُمْ
تم لوگ پکارو	میرے ان شریکوں کو جن پر	تمہیں زعم تھا	تو وہ لوگ بلائیں گے ان کو

فَلَمْ یَسْتَجِیْبُوْا	لَهُمْ	وَجَعَلْنَا	بَیْنَهُمْ	مَّوْبِقًا ﴿۵۲﴾
پھر وہ جواب نہیں دیں گے	ان کو	اور ہم بنا دیں گے	ان کے مابین	ایک ہلاک ہونے کی جگہ

وَرَاَ	الْمُجْرِمُوْنَ	النَّارَ	فَظَنُّوْٓا	اَنَّهُمْ	مُّوَاقِعُوْهَا
اور دیکھیں گے	مجرم لوگ	آگ کو	تو وہ سمجھ لیں گے	کہ وہ لوگ	گرنے والے ہیں اس میں

وَلَمْ یَجِدُوْا	عَنْهَا	مَصْرِفًا ﴿۵۳﴾ ع
اور وہ نہیں پائیں گے	اس سے	(خود کو) پھیرنے کی کوئی جگہ

نوٹ۔1

اس سلسلہ کلام میں قصہ آدم و ابلیس کی طرف اشارہ کرنے سے مقصود گمراہ انسانوں کو ان کی اس حماقت پر متنبہ کرنا ہے کہ وہ اپنے رحیم و شفیق پروردگار اور خیر خواہ پیغمبروں کو چھوڑ کر اپنے اس ازلی دشمن کے پھندے میں پھنس رہے ہیں جو ازل سے ان کے خلاف حسد رکھتا ہے۔(تفہیم القرآن) بِئْسَ لِلظّٰلِمِیْنَ بدلا۔ یہ جملہ اظہار تعجب اور اظہار افسوس کا ہے کہ ان ظالموں نے خدا کا بدل بھی ڈھونڈا تو اپنے باپ حضرت آدمؑ اور ان کی اولاد کے ابدی دشمن کو۔ یہ شامت زدگی کی آخری حد ہے۔(تدبر قرآن

آیت نمبر (54 تا 59)

د ح ض

(ف) دَحْضًا : کسی چیز کا اپنی جگہ سے پھسل جانا۔ دلیل کا باطل ہونا۔ رد ہونا۔

دَاحِضٌ : اسم الفاعل ہے۔ پھسلنے والا۔ رد ہونے والا۔﴿ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ ﴾ (42/الشوریٰ:16)''ان کی حجت رد ہونے والی ہے ان کے رب کے پاس۔''

(افعال) اِدْحَاضًا : پھسلانا۔ رد کرنا۔ زیر مطالعہ آیت ۵۶۔

مُدْحَضٌ : اسم المفعول ہے۔ پھلایا جانے والا۔ رد کیا جانے والا۔﴿ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِیْنَ ﴿۱۴۱﴾ ج ﴾ (37/الصّٰفّٰت:56)''پھر قرعہ ڈالا تو وہ تھا پھلائے جانے والوں میں سے۔''

و ء ل

(ض) وَاَلًا : پناہ لینا۔

مَوْئِلٌ : اسم الظرف ہے۔ پناہ لینے کی جگہ۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۵۸

ترجمہ:

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا	فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ	لِلنَّاسِ	مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ؕ	وَكَانَ الْاِنْسَانُ
اور بیشک ہم نے بار بار بیان کیا ہے	اس قرآن میں	لوگوں کے لئے	ہر ایک مثال میں سے	اور انسان ہے

اَكْثَرَ شَيْءٍ	جَدَلًا ۝٥٤	وَمَا مَنَعَ	النَّاسَ	اَنْ	يُّؤْمِنُوْٓا	اِذْ
ہر چیز سے زیادہ	بحث کرنے میں	اور نہیں روکا	لوگوں کو	کہ	وہ لوگ ایمان لائیں	جب

جَآءَهُمُ	الْهُدٰى	وَ	يَسْتَغْفِرُوْا	رَبَّهُمْ	اِلَّآ اَنْ
آئی ان کے پاس	ہدایت	اور (یہ کہ)	مغفرت مانگیں	اپنے رب سے	سوائے اس (انتظار) کے کہ

تَاْتِيَهُمْ	سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ	اَوْ	يَاْتِيَهُمُ	الْعَذَابُ	قُبُلًا ۝٥٥
پہنچے ان کے پاس	پہلے لوگوں کا طریقہ	یا	پہنچے ان کے پاس	عذاب	سامنے سے

وَمَا نُرْسِلُ	الْمُرْسَلِيْنَ	اِلَّا	مُبَشِّرِيْنَ
اور ہم نہیں بھیجتے	رسولوں کو	مگر	بشارت دینے والا ہوتے ہوئے

وَمُنْذِرِيْنَ ۚ	وَيُجَادِلُ	الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	بِالْبَاطِلِ
اور خبردار کرنے والا ہوتے ہوئے	اور بحث کرتے ہیں	وہ لوگ جنہوں نے	کفر کیا	باطل (دلیلوں) کے ساتھ

لِيُدْحِضُوْا	بِهِ	الْحَقَّ	وَاتَّخَذُوْٓا	اٰيٰتِيْ
تاکہ وہ لوگ رد کردیں	اس (باطل) سے	حق کو	اور وہ لوگ بناتے ہیں	میری نشانیوں کو

وَمَآ	اُنْذِرُوْا	هُزُوًا ۝٥٦	وَمَنْ	اَظْلَمُ	مِمَّنْ
اور اس کو جس سے	انہیں ڈرایا گیا	مذاق کا ذریعہ	اور کون	زیادہ ظالم ہے	اس سے جس کو

ذُكِّرَ	بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ	فَاَعْرَضَ	عَنْهَا	وَنَسِيَ
یاددہانی کرائی گئی	اس کے رب کی نشانیوں سے	تو اس نے اعراض کیا	ان سے	اور وہ بھول گیا

مَا	قَدَّمَتْ	يَدٰهُ ؕ	اِنَّا	جَعَلْنَا	عَلٰى قُلُوْبِهِمْ
اس کو جو	آگے کیا	اس کے دونوں ہاتھوں نے	بیشک ہم نے	بنائے	ان کے دلوں پر

اَكِنَّةً	اَنْ	يَّفْقَهُوْهُ	وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ	وَقْرًا ؕ	وَاِنْ
کچھ پردے	کہ (کہیں)	وہ سمجھ نہ لیں اس کو	اور (بنایا) ان کے کانوں میں	ایک بوجھ	اور اگر

تَدْعُهُمْ	اِلَى الْهُدٰى	فَلَنْ يَّهْتَدُوْٓا	اِذًا	اَبَدًا ۝٥٧
آپ بلائیں گے ان کو	ہدایت کی طرف	تو وہ ہرگز ہدایت نہیں پائیں گے	تب تو	کبھی بھی

وَرَبُّكَ	الْغَفُوْرُ	ذُو الرَّحْمَةِ ؕ	لَوْ	يُؤَاخِذُهُمْ	1214 بِمَا
اور آپ کا رب	ہی بے انتہا بخشنے والا ہے	رحمت والا ہے	اگر	وہ پکڑتا ان کو	بسبب اس کے جو
كَسَبُوْا	لَعَجَّلَ	لَهُمُ	الْعَذَابَ ؕ	بَلْ	لَّهُمْ
انہوں نے کمایا	تو وہ ضرور جلدی لے آتا	ان کے لئے	عذاب کو	بلکہ (یعنی لیکن)	ان کے لئے

مَّوْعِدٌ	لَّنْ يَّجِدُوْا	مِنْ دُوْنِهٖ	مَوْئِلًا ۵۸
وعدے کا ایک وقت ہے	(اس وقت) وہ لوگ ہرگز نہیں پائیں گے	اس کے علاوہ	کوئی پناہ لینے کی جگہ

وَتِلْكَ الْقُرٰٓى	اَهْلَكْنٰهُمْ	لَمَّا	ظَلَمُوْا	وَجَعَلْنَا
اور یہ بستیاں	ہم نے ہلاک کیا (اس کے) لوگوں کو	جب	انہوں نے ظلم کیا	اور ہم نے مقرر کیا

لِمَهْلِكِهِمْ	مَّوْعِدًا ع ۵۹
ان کے ہلاک ہونے کے لئے	وعدے کا ایک وقت

نوٹ۔1

انسان کو بحث کرنے کا اتنا زبردست چسکہ ہے کہ وہ قیامت میں اللہ تعالیٰ سے بھی بحث کرے گا۔اس کا ثبوت ایک حدیث سے ملتا ہے جو ہم معارف القرآن سے نقل کر رہے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز ایک شخص کفار میں سے پیش کیا جائے گا۔اس سے سوال ہوگا کہ ہم نے جو رسول بھیجا تھا ان کے متعلق تمہارا کیا عمل رہا۔وہ کہے گا کہ اے میرے پروردگار میں تو آپ پر بھی ایمان لایا، آپ کے رسول پر بھی اور عمل میں ان کی اطاعت کی۔اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ یہ تیرا نامہ اعمال سامنے رکھا ہے۔اس میں تو یہ کچھ بھی نہیں۔یہ شخص کہے گا کہ میں تو اس اعمال نامہ کو نہیں مانتا۔اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ یہ ہمارے فرشتے جو تمہاری نگرانی کرنے والے تھے وہ تیرے خلاف گواہی دیتے ہیں۔یہ کہے گا کہ میں ان کی شہادت کو بھی نہیں مانتا، نہ ان کو پہچانتا ہوں اور نہ میں نے ان کو اپنے عمل کے وقت دیکھا ہے۔اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تو یہ لوح محفوظ سامنے ہے۔اس میں بھی تیرا یہی حال لکھا ہے۔وہ کہے گا کہ میرے پروردگار! آپ نے مجھے ظلم سے پناہ دی ہے یا ہیں۔اللہ تعالیٰ فرمائیں گے بیشک ظلم سے تو ہماری پناہ میں ہے۔اب وہ کہے گا کہ میرے پروردگار میں ایسی غیبی شہادتوں کو کیسے مانوں جو میری دیکھی بھالی نہیں ہیں۔میں تو ایسی شہادت کو مان سکتا ہوں جو میرے نفس کی طرف سے ہو۔اس وقت اس کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور اس کے ہاتھ پاؤں اس کے کفر وشرک پر گواہی دیں گے۔اس کے بعد اس کو آزاد کر دیا جائے گا اور جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

ایسا لگتا ہے کہ مرزا غالب نے یہ حدیث پڑھ کے ہی کہا تھا کہ:

پکڑے جاتے ہیں فرشتوں کے لکھے پر ناحق آدمی کوئی ہمارا دمِ تحریر بھی تھا۔

آیت نمبر (60 تا 65)

1214

ح ق ب

(س) حَقْبًا: سال کا بغیر بارش والا ہونا۔

حُقُبٌ: ج حُقُبٌ۔ جمع الجمع اَحْقَابٌ۔ اسّی سال یا اس سے زائد کا زمانہ۔ عرصہ دراز۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۶۰ ﴿لّٰبِثِيْنَ فِيْهَآ اَحْقَابًا﴾ (78/ النبا: 23) ''ٹھہرنے والے ہیں اس میں مدتوں۔''

ص خ ر

ثلاثی مجرد سے فعل استعمال نہیں ہوتا۔

صَخْرَةٌ: ج صَخْرٌ۔ چٹان۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۶۳ ﴿الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ﴾ (89/ الفجر: 9) ''جنہوں نے تراشیں چٹانیں وادی میں۔''

ترکیب

(آیت۔۶۰) حَتّٰى پر عطف ہونے کی وجہ سے فعل مضارع اَمْضِيَ حال نصب میں اَمْضِيَ آیا ہے۔ (آیت۔۶۱) مَجْمَعَ مضاف ہے بَيْنِهِمَا کا اور ظرف ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔ سَرَبًا حال ہے۔ (آیت۔ ۶۲) فَتًى مبنی کی طرح استعمال ہوتا ہے۔ یعنی رفع، نصب، جر، تینوں حالتوں میں یہ فَتًى ہی رہتا ہے۔ جب اس پر لام تعریف داخل ہو یا مضاف ہو تو تینوں حالتوں میں یہ اَلْفَتٰى یا فَتٰى آتا ہے۔ اس لئے یہاں لِفَتٰىهُ میں حرف جرّ لِ کا عمل ظاہر نہیں ہوا۔ نَصَبًا مفعول ہے۔ لَقِيْنَا کا۔ (آیت۔ ۶۴) نَبْغِ مجزوم نہیں ہے کیونکہ یہاں مضارع کو مجزوم کرنے والا کوئی عامل نہیں ہے۔ اس لئے یہ دراصل مضارع نَبْغِيْ ہی ہے۔ اس جگہ اس کو نَبْغِ لکھنا قرآن مجید کا مخصوص املاء ہے۔

ترجمہ:

وَاِذْ	قَالَ	مُوْسٰى	لِفَتٰىهُ	لَآ اَبْرَحُ	حَتّٰى
اور جب	کہا	موسیٰؑ نے	اپنے نوجوان سے	میں نہیں چھوڑوں گا (یہ سفر)	یہاں تک کہ

اَبْلُغَ	مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ	اَوْ	اَمْضِيَ	حُقُبًا ۝۶۰
میں پہنچوں	دوسمندروں کے ملنے کی جگہ پر	یا	(یہاں تک کہ) میں گزرتا رہوں	مدتوں

فَلَمَّا	بَلَغَا	مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا
پھر جب	وہ دونوں پہنچے	ان دونوں (سمندروں) کے درمیان ملنے کی جگہ پر

نَسِيَا	حُوْتَهُمَا	فَاتَّخَذَ	سَبِيْلَهٗ	فِي الْبَحْرِ	سَرَبًا ۝۶۱
تو وہ دونوں بھول گئے	اپنی مچھلی کو	تو اس نے بنایا	اپنا راستہ	سمندر میں	نشیب میں گھستے ہوئے

فَلَمَّا	جَاوَزَا	قَالَ	لِفَتٰىهُ	اٰتِنَا	غَدَآءَنَا
پھر جب	وہ دونوں آگے بڑھے	تو انہوں نے کہا	اپنے نوجوان سے	تو دے ہم کو	ہمارا ناشتہ

لَقَدۡ لَقِيۡنَا	مِنۡ سَفَرِنَا هٰذَا	نَصَبًا ﴿٦٢﴾	قَالَ	اَ	رَءَيۡتَ 1214
بیشک ہم ملے ہیں	اپنے سفر میں	مشقت سے	اس (نوجوان) نے کہا	کیا	آپؑ نے دیکھا

اِذۡ	اَوَيۡنَاۤ	اِلَى الصَّخۡرَةِ	فَاِنِّىۡ	نَسِيۡتُ	الۡحُوۡتَ	وَمَاۤ اَنۡسٰنِيۡهُ
جب	ہم ٹھہرے	اُس چٹان پر	تو بیشک میں	بھول گیا	مچھلی کو	اور نہیں بھلایا مجھ کو

اِلَّا	الشَّيۡطٰنُ	اَنۡ	اَذۡكُرَهٗ ۚ	وَاتَّخَذَ	سَبِيۡلَهٗ
مگر	شیطان نے	کہ	میں ذکر کروں اس کا	اور اس (مچھلی) نے بنایا	اپنا راستہ

فِى الۡبَحۡرِ ۖ	عَجَبًا ﴿٦٣﴾	قَالَ	ذٰلِكَ مَا	كُنَّا نَبۡغِ ۖ
سمندر میں	عجیب طریقے سے	انہوں نے کہا	یہ وہ ہے جس کو	ہم تلاش کر رہے تھے

فَارۡتَدَّا	عَلٰۤى اٰثَارِهِمَا	قَصَصًا ۙ﴿٦٤﴾	فَوَجَدَا	عَبۡدًا
پھر وہ دونوں لوٹے	اپنے نقوشِ قدم پر	پیچھا کرتے ہوئے	تو ان دونوں نے پایا	ایک ایسا بندہ
مِّنۡ عِبَادِنَاۤ	اٰتَيۡنٰهُ	رَحۡمَةً	مِّنۡ عِنۡدِنَا	وَعَلَّمۡنٰهُ
ہمارے بندوں میں سے	ہم نے دی تھی جس کو	ایک رحمت	اپنے پاس سے	اور ہم نے تعلیم دی تھی جس کو

مِنۡ لَّدُنَّا	عِلۡمًا ﴿٦٥﴾
اپنے خزانے سے	ایک علم کی

نوٹ۔1

یہ قصہ سنانے سے مقصود کفار اور مومنین دونوں کو ایک اہم حقیقت سے آگاہ کرنا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ نگاہ دنیا میں بظاہر جو کچھ دیکھتی ہے۔ اس سے غلط نتائج اخذ کر لیتی ہے کیونکہ اس کے سامنے اللہ تعالیٰ کی وہ مصلحتیں نہیں ہوتیں جن کو ملحوظ رکھ کر وہ کام کرتا ہے۔ ظالموں کا پھلنا پھولنا اور بے گناہوں کا تکلیف میں مبتلا ہونا وغیرہ وہ مناظر ہیں جن سے عام طور پر ذہنوں میں الجھنیں اور غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں۔ کافر ان سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ یہاں جس کا جو جی چاہے کرتا رہے کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ مومن اس طرح کے واقعات کو دیکھ کر دل شکستہ ہوتے ہیں اور بسا اوقات ایمان تک متزلزل ہو جاتے ہیں۔ ایسے ہی حالات میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو اپنے کارخانہ مشیت کا پردہ اٹھا کر اس کی ایک جھلک دکھائی تھی تا کہ انہیں معلوم ہو جائے کہ یہاں جو کچھ ہو رہا ہے کیسے کن مصلحتوں سے ہو رہا ہے اور کس طرح واقعات کا ظاہر ان کے باطن سے مختلف ہوتا ہے۔

حضرت موسیٰؑ کو یہ واقعہ کب اور کہاں پیش آیا، اس کی کوئی تصریح قرآن نے نہیں کی۔ البتہ جب ہم خود اس قصے کی تفصیلات پر غور کرتے ہیں تو دو باتیں صاف سمجھ میں آتی ہیں۔ ایک یہ کہ یہ مشاہدات حضرت موسیٰؑ کو ان کی نبوت کے ابتدائی دور میں کرائے گئے ہوں گے۔ کیونکہ آغاز نبوت میں انبیاء کرام کو اس طرح کی تعلیم و تربیت درکار ہوا کرتی ہے۔ دوسرے یہ کہ حضرت موسیٰؑ کو ان مشاہدات کی ضرورت اس زمانے میں پیش آئی ہو گی جبکہ بنی اسرائیل کو بھی اسی طرح کے حالات سے سابقہ پیش آ رہا ہو گا۔ جن سے مسلمان مکہ معظّمہ میں دوچار تھے۔

جس بندے سے حضرت موسیٰؑ کی ملاقات ہوئی تھی، ان کا نام معتبر احادیث میں خضر بتایا گیا ہے۔[1214] اس لئے ان لوگوں کے اقوال کسی التفات کے مستحق نہیں ہیں جو اسرائیلی روایات سے متاثر ہو کر حضرت الیاس کی طرف اس قصہ کو منصوب کرتے ہیں۔ ان کا قول نہ صرف اس بنا پر غلط ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد سے متصادم ہوتا ہے بلکہ اس بنا پر بھی سراسر لغو ہے کہ حضرت الیاس حضرت موسیٰؑ کے کئی سو برس بعد پیدا ہوئے ہیں۔ حضرت موسیٰؑ کے خادم کا نام بھی قرآن میں نہیں بتایا گیا البتہ بعض روایات میں ذکر ہے کہ وہ حضرت یوشع بن نون تھے جو بعد میں حضرت موسیٰؑ کے خلیفہ ہوئے۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (66 تا 74)

غ	ل	م

(س) غَلَمًا شراب کا جوش مارنا۔ موجوں کا زور سے اٹھنا۔

غُلَامٌ ج: غِلْمَانٌ (۱) نوجوان لڑکا۔ پھر ہر عمر کے لڑکے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۷۴۔ اور ﴿ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ ﴾ (3/آل عمران: 40) ''کہاں سے ہوگا میرے لئے کوئی لڑکا اس حال میں کہ پہنچ چکا ہے مجھ کو بڑھاپا'' (۲) خادم۔ نوکر۔ ﴿ وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ ﴾ (52/الطور: 24) ''اور طواف کریں گے ان کے گرد، ان کے خدمت گزار۔''

ترجمہ:

قَالَ	لَهٗ	مُوْسٰى	هَلْ	اَتَّبِعُكَ	عَلٰٓى اَنْ	تُعَلِّمَنِ
کہا	ان سے	موسیٰؑ نے	کیا	میں ساتھ ساتھ چلوں آپ کے	اس پر کہ	آپ تعلیم دیں مجھ کو

مِمَّا	عُلِّمْتَ	رُشْدًا ۝۶۶	قَالَ	اِنَّكَ	لَنْ تَسْتَطِيْعَ
اس سے جو	تعلیم دی گئی آپ کو	معاملہ فہمی کی	انہوں نے کہا	کہ آپؑ	ہرگز صلاحیت نہیں رکھیں گے

مَعِيَ	صَبْرًا ۝۶۷	وَكَيْفَ	تَصْبِرُ	عَلٰى مَا	لَمْ تُحِطْ
میرے ساتھ	صبر کرنے کی	اور کیسے	آپؑ صبر کریں گے	اس پر	آپؑ نے احاطہ نہیں کیا

بِهٖ	خُبْرًا ۝۶۸	قَالَ	سَتَجِدُنِيْٓ	اِنْ	شَآءَ	اللّٰهُ
جس کا	بلحاظ علم کے	انہوں نے کہا	آپ پائیں گے مجھ کو	اگر	چاہا	اللہ نے

صَابِرًا	وَّلَآ اَعْصِيْ	لَكَ	اَمْرًا ۝۶۹	قَالَ	فَاِنِ
صبر کرنے والا	اور میں نافرمانی نہیں کروں گا	آپ کی	کسی کام میں	انہوں نے کہا	پھر اگر

اتَّبَعْتَنِيْ	فَلَا تَسْــَٔلْنِيْ	عَنْ شَيْءٍ	حَتّٰٓى
آپؑ ساتھ ساتھ چلتے ہیں میرے	تو آپؑ مت پوچھیں مجھ سے	کسی چیز کے بارے میں	یہاں تک کہ

اُحْدِثَ	لَكَ	مِنْهُ	ذِكْرًا ۝۷۰ ع	فَانْطَلَقَا	حَتّٰٓى	اِذَا
میں وجود دوں	آپؑ کے لئے	اس میں سے	کسی بات (ذکر) کو	پھر وہ دونوں چلے	یہاں تک کہ	جب

رَكِبَا	فِي السَّفِينَةِ	خَرَقَهَا	قَالَ	1214 أَ
وہ دونوں سوار ہوئے	کشتی میں	تو انہوں نے پھاڑ دیا اس (کشتی) کو	انہوں نے کہا	کیا

خَرَقْتَهَا	لِتُغْرِقَ	أَهْلَهَا	لَقَدْ جِئْتَ	شَيْئًا إِمْرًا ﴿۷۱﴾
آپ نے پھاڑا اس کو	کہ آپ ڈبو دیں	اس کے لوگوں کو	بیشک آپ نے کی	ایک ناپسندیدہ چیز

قَالَ	أَ	لَمْ أَقُلْ	إِنَّكَ	لَنْ تَسْتَطِيعَ	مَعِيَ	صَبْرًا ﴿۷۲﴾
انہوں نے کہا	کیا	میں نے نہیں کہا تھا	کہ آپ	ہرگز صلاحیت نہیں رکھیں گے	میرے ساتھ	صبر کرنے کی

قَالَ	لَا تُؤَاخِذْنِي	بِمَا	نَسِيتُ	وَلَا تُرْهِقْنِي
انہوں نے کہا	آپ مت پکڑیں مجھ کو	اس کے سبب سے جو	میں بھول گیا	اور آپ نہ ڈالیں مجھ پر

مِنْ أَمْرِي	عُسْرًا ﴿۷۳﴾	فَانْطَلَقَا	حَتَّىٰ	إِذَا	لَقِيَا
میرے کام (کی وجہ) سے	مشکل کو	پھر وہ دونوں چلے	یہاں تک کہ	جب	وہ دونوں ملے

غُلَامًا	فَقَتَلَهُ	قَالَ	أَ	قَتَلْتَ	نَفْسًا زَكِيَّةً
ایک لڑکے سے	تو انہوں نے قتل کیا اس کو	انہوں نے کہا	کیا	آپ نے قتل کیا	ایک پاکیزہ (معصوم) جان کو

بِغَيْرِ نَفْسٍ	لَقَدْ جِئْتَ	شَيْئًا نُكْرًا ﴿۷۴﴾
کسی جان (کے بدلے) کے بغیر	بیشک آپ نے کی	ایک ناگوار چیز

آیت نمبر (75تا78)

ق ض ض

(ن) قَضًّا مٹی اکھاڑنا۔ دیوار کو ڈھانا۔ گرانا۔

(انفعال) اِنْقِضَاضًا دیوار کا پھٹ جانا۔ گر پڑنا۔ زیر مطالعہ آیت۔۷۷۔

ترجمہ:

قَالَ	أَ	لَمْ أَقُلْ	لَكَ	إِنَّكَ	لَنْ تَسْتَطِيعَ	مَعِيَ
انہوں نے کہا	کیا	میں نے نہیں کہا تھا	آپ سے	کہ آپ	ہرگز صلاحیت نہیں رکھیں گے	میرے ساتھ

صَبْرًا ﴿۷۵﴾	قَالَ	إِنْ	سَأَلْتُكَ	عَنْ شَيْءٍ	بَعْدَهَا
صبر کرنے کی	انہوں نے کہا	اگر	میں پوچھوں آپ سے	کسی چیز کے بارے میں	اس کے بعد

فَلَا تُصَاحِبْنِي	قَدْ بَلَغْتَ	مِنْ لَدُنِّي	عُذْرًا ﴿۷۶﴾	فَانْطَلَقَا
تو آپ ساتھی نہ بنائیں مجھ کو	آپ پہنچ چکے ہیں	میرے پاس سے	عذر کو	پھر وہ دونوں چلے

حَتّٰۤی	اِذَاۤ	اَتَیَاۤ	اَهۡلَ قَرۡیَةِ	1214 اسۡتَطۡعَمَاۤ
یہاں تک کہ	جب	وہ دونوں پہنچے	ایک بستی والوں کے پاس	تو دونوں نے کھانا مانگا

اَهۡلَهَا	فَاَبَوۡا	اَنۡ	یُّضَیِّفُوۡهُمَا
اس (بستی کے لوگوں سے)	توانہوں نے انکار کیا	کہ	وہ مہمان بنائیں دونوں کو

فَوَجَدَا	فِیۡهَا	جِدَارًا	یُّرِیۡدُ	اَنۡ	یَّنۡقَضَّ
پھر دونوں نے پایا	اس (بستی) میں	ایک ایسی دیوار کو جو	ارادہ کرتی تھی	کہ	وہ گر پڑے

فَاَقَامَهٗ	قَالَ	لَوۡ	شِئۡتَ	لَتَّخَذۡتَ	عَلَیۡهِ	اَجۡرًا ﴿۷۷﴾
تو انہوں نے کھڑا کر دیا اس کو	انہوں نے کہا	اگر	آپ چاہتے	تو لے لیتے	اس پر	کوئی اجرت

قَالَ	هٰذَا	فِرَاقُ بَیۡنِیۡ وَ بَیۡنِكَ ۚ	سَاُنَبِّئُكَ
انہوں نے کہا	یہ	آپؑ کے درمیان اور میرے درمیان کی جدائی ہے	میں بتادوں گا آپؑ کو

بِتَاۡوِیۡلِ مَا	لَمۡ تَسۡتَطِعۡ	عَّلَیۡهِ	صَبۡرًا ﴿۷۸﴾
اُس کی تعبیر	آپؑ نے صلاحیت نہیں رکھی	جس پر	صبر کرنے کی

آیت نمبر (79تا82)

ع ی ب

(ض) عَیۡبًا عیب دار ہونا۔عیب دار کرنا۔زیر مطالعہ آیت۔۷۹۔

غ ص ب

(ض) غَصۡبًا زبردستی چھین لینا۔زیر مطالعہ آیت۔۷۹

ترجمہ:

اَمَّا	السَّفِیۡنَةُ	فَکَانَتۡ	لِمَسٰکِیۡنَ	یَعۡمَلُوۡنَ
وہ جو	کشتی تھی	تو وہ تھی	ایسے مسکینوں کی جو	عمل (یعنی مزدوری) کرتے تھے

فِی الۡبَحۡرِ	فَاَرَدۡتُّ	اَنۡ	اَعِیۡبَهَا	وَ	کَانَ
دریا میں	پس میں نے ارادہ کیا	کہ	میں عیب دار کردوں اس کو	اس حال میں کہ	تھا

وَرَآءَهُمۡ	مَّلِكٌ	یَّاۡخُذُ	کُلَّ سَفِیۡنَةٍ	غَصۡبًا ﴿۷۹﴾
ان کے پرے	ایک ایسا بادشاہ جو	پکڑتا تھا	ہر ایک کشتی کو	غصب کرتے ہوئے

وَ اَمَّا	الۡغُلٰمُ	فَکَانَ	اَبَوٰهُ	مُؤۡمِنَیۡنِ	فَخَشِیۡنَاۤ	اَنۡ
اور وہ جو	لڑکا تھا	تو تھے	اس کے والدین	مومن	پھر ہمیں اندیشہ ہوا	کہ

1214

يُّرۡهِقَهُمَا	طُغۡيَانًا	وَّ كُفۡرًا ۚ﴿۸۰﴾	فَاَرَدۡنَاۤ	اَنۡ
وہ عاجز کردے دونوں کو	سرکشی	اور ناشکری کرکے	پھر ہم نے چاہا	کہ

يُّبۡدِلَهُمَا	رَبُّهُمَا	خَيۡرًا	مِّنۡهُ	زَكٰوةً	وَّ اَقۡرَبَ
بدلے میں عطا کرے ان دونوں کو	ان کا رب	زیادہ اچھا	اس سے	بلحاظ پاکیزگی کے	اور زیادہ قریب

رُحۡمًا ﴿۸۱﴾	وَاَمَّا	الۡجِدَارُ	فَكَانَ	لِغُلٰمَيۡنِ يَتِيۡمَيۡنِ	فِى الۡمَدِيۡنَةِ	وَكَانَ
بلحاظ صلہ رحمی کے	اور وہ جو	دیوار تھی	تو وہ تھی	دو یتیم لڑکوں کی	اس شہر میں	اور تھا

تَحۡتَهٗ	كَنۡزٌ	لَّهُمَا	وَكَانَ	اَبُوۡهُمَا	صَالِحًا ۚ	فَاَرَادَ	رَبُّكَ
اس کے نیچے	ایک خزانہ	ان دونوں کے لئے	اور تھا	ان کا والد	نیک	تو ارادہ کیا	آپؐ کے رب نے

اَنۡ	يَّبۡلُغَاۤ	اَشُدَّهُمَا	وَيَسۡتَخۡرِجَا	كَنۡزَهُمَا ۖ	رَحۡمَةً
کہ	وہ دونوں پہنچیں	اپنی پختگی کو	اور دونوں نکالیں	اپنے خزانے کو	رحمت ہوتے ہوئے

مِّنۡ رَّبِّكَ ۚ	وَمَا فَعَلۡتُهٗ	عَنۡ اَمۡرِىۡ ؕ	ذٰلِكَ	تَاۡوِيۡلُ مَا
آپؐ کے رب (کی طرف) سے	اور میں نے نہیں کیا یہ (سب کچھ)	اپنے حکم سے	یہ	اس کی تعبیر ہے

لَمۡ تَسۡطِعۡ	عَّلَيۡهِ	صَبۡرًا ؕ﴿۸۲﴾
آپؐ نے صلاحیت نہیں رکھی	جس پر	صبر کرنے کی

نوٹ۔1

اس آیت۔ ۸۲ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ انسان کی نیکیوں کی وجہ سے اس کے بال بچے بھی دنیا اور آخرت میں خدا کی مہربانی حاصل کر لیتے ہیں۔ دیکھئے آیت میں ان (لڑکوں) کی صلاحیت کی کوئی بات نہیں ہوئی۔ ہاں ان کے والد کی نیک بختی اور نیک عملی بیان ہوئی ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ دراصل یہ تینوں باتیں جنہیں تم نے خطرناک سمجھا، سراسر رحمت تھیں۔ کشتی والوں کو گو قدرے نقصان ہوا لیکن اس سے پوری کشتی بچ گئی۔ بچے کے مرنے کی وجہ سے گو ماں باپ کو رنج ہوا لیکن ہمیشہ کے رنج اور عذاب سے بچ گئے اور پھر نیک بدلہ مل گیا اور یہاں اس نیک شخص کی اولاد کا بھلا ہوا۔ (ابن کثیر)

یہ مثال اس امر کی ہے کہ دنیا میں مسکینوں اور نیکوں کو اگر کوئی نقصان پہنچتا ہے تو اس نقصان کے اندر ان ہی کا کوئی فائدہ مضمر ہوتا ہے۔ اس لئے انہیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی رہیں اور اس امر پر یقین رکھیں کہ خدا کا کوئی فیصلہ بھی حکمت و مصلحت سے خالی نہیں ہوتا لیکن کوئی شخص ان حکمتوں کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ (تدبر قرآن)

آیت نمبر (83تا88)

ترکیب

(آیت۔ ۸۸) جَزَآءَ نِ الۡحُسۡنٰى مرکب اضافی نہیں ہو سکتا کیونکہ جَزَآءً پر تنوین ہے۔ یہ مرکب توصیفی بھی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جَزَآءً نکرہ اور اَلۡحُسۡنٰى معرفہ ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ دونوں الگ الگ مفرد الفاظ ہیں۔ سادہ جملہ اس طرح ہے۔ فَلَهُ الۡحُسۡنٰى جَزَآءً ہماری ترجیح ہے کہ جَزَآءً کو تمیز مانا جائے۔ يُسۡرًا صفت ہے اور اس کا موصوف محذوف ہے جو کہ قَوۡلًا ہو سکتا ہے۔

1214

ترجمہ:

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ	عَنْ ذِی الْقَرْنَيْنِ ؕ	قُلْ	سَاَتْلُوْا
اور یہ لوگ پوچھتے ہیں آپؐ سے	ذوالقرنین کے بارے میں	آپؐ کہئے	میں پڑھ کر سناؤں گا

عَلَيْكُمْ	مِّنْهُ	ذِكْرًا ؕ ۸۳	اِنَّا	مَكَّنَّا	لَهٗ	فِی الْاَرْضِ
تم لوگوں کو	اس میں سے	بطور نصیحت کے	بیشک ہم نے	اقتدار دیا	اس کو	زمین میں

وَاٰتَيْنٰهُ	مِنْ كُلِّ شَیْءٍ	سَبَبًا ۙ ۸۴	فَاَتْبَعَ	سَبَبًا ۸۵
اور ہم نے دیا اس کو	ہر چیز میں سے	ایک سامان	پھر وہ پیچھے لگا	ایک (سفر کے) سامان کے

حَتّٰٓی	اِذَا	بَلَغَ	مَغْرِبَ الشَّمْسِ	وَجَدَهَا	تَغْرُبُ
یہاں تک کہ	جب	وہ پہنچا	سورج غروب ہونے کی جگہ پر	تو اس نے پایا اس کو	کہ وہ غروب ہوتا ہے

فِیْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ	وَّوَجَدَ	عِنْدَهَا	قَوْمًا ؕ	قُلْنَا	يٰذَا الْقَرْنَيْنِ
ایک دلدل والے چشمہ میں	اور اس نے پایا	اس کے پاس	ایک قوم کو	ہم نے کہا	اے ذوالقرنین

اِمَّآ	اَنْ	تُعَذِّبَ	وَاِمَّآ	اَنْ	تَتَّخِذَ	فِيْهِمْ	حُسْنًا ۸۶	قَالَ
یا تو یہ	کہ	آپ سزا دیں	اور یا یہ	کہ	آپ بنائیں	ان میں	کوئی بھلائی	انہوں نے کہا

اَمَّا	مَنْ	ظَلَمَ	فَسَوْفَ	نُعَذِّبُهٗ	ثُمَّ	يُرَدُّ	اِلٰی رَبِّهٖ
وہ جو ہے	جس نے	ظلم کیا	تو عنقریب	ہم سزا دیں گے اس کو	پھر	وہ لوٹا یا جائے گا	اپنے رب کی طرف

فَيُعَذِّبُهٗ	عَذَابًا نُّكْرًا ۸۷	وَاَمَّا	مَنْ	اٰمَنَ	وَعَمِلَ
پھر وہ عذاب دے گا اس کو	ایک برا عذاب	اور وہ جو ہے	جو	ایمان لایا	اور اسنے عمل کیا

صَالِحًا	فَلَهٗ	جَزَآءَ	اِۨلْحُسْنٰی ج	وَسَنَقُوْلُ	لَهٗ	مِنْ اَمْرِنَا	يُسْرًا ؕ ۸۸
نیک	تو اس کے لئے	بطور بدلے کے	بھلائی ہے	اور ہم کہیں گے	اس سے	اپنے کام میں	آسانی (کی بات)

نوٹ۔1

ذوالقرنین کا نام ذوالقرنین کیوں ہوا۔ اس کی وجہ میں بے شمار اقوال اور سخت اختلافات ہیں۔ مگر اتنی بات متعین ہے کہ قرآن نے خود ان کا نام ذوالقرنین نہیں رکھا، بلکہ یہ نام یہود نے بتلایا۔ ان کے یہاں اس نام سے ان کی شہرت ہوگئی۔ واقعہ ذوالقرنین کا جتنا حصہ قرآن کریم نے بتلایا ہے اس سے سوال کرنے والے یہود مطمئن ہو گئے۔ انہوں نے مزید یہ سوال نہیں کئے کہ ان کا نام ذوالقرنین کیوں تھا، یہ کس ملک اور کس زمانے میں تھے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان سوالات کو خود یہود نے بھی غیر ضروری اور فضول سمجھا اور یہ ظاہر ہے کہ قرآن کریم تاریخ وقصص کا صرف اتنا حصہ ذکر کرتا ہے جس سے کوئی فائدہ دین یا دنیا کا متعلق ہو یا جس پر کسی چیز کا سمجھنا موقوف ہو۔ اس لئے نہ قرآن کریم نے ان چیزوں کو بتلایا اور نہ کسی حدیث میں اس کی تصیلات بیان کی گئیں۔
(معارف القرآن)

آیت نمبر (89تا94)

ترجمہ:

ثُمَّ	اَتۡبَعَ	سَبَبًا ﴿۸۹﴾	حَتّٰۤی	اِذَا	بَلَغَ	مَطۡلِعَ الشَّمۡسِ
پھر	وہ پیچھے لگا	ایک (سفر کے) سامان کے	یہاں تک کہ	جب	وہ پہنچا	سورج نکلنے کی جگہ

وَجَدَهَا	تَطۡلُعُ	عَلٰی قَوۡمٍ	لَّمۡ نَجۡعَلۡ	لَّهُمۡ
تواس نے پایا اس (سورج) کو	(کہ) وہ طلوع ہوتا ہے	ایک ایسی قوم پر	ہم نے نہیں بنایا	جن کے لئے
مِّنۡ دُوۡنِهَا	سِتۡرًا ﴿۹۰﴾ لا	كَذٰلِكَ ط	وَقَدۡ اَحَطۡنَا	بِمَا
اس (سورج) کے علاوہ	کوئی اوٹ	اس طرح ہے	اور ہم احاطہ کر چکے ہیں	اس کا جو

لَدَيۡهِ	خُبۡرًا ﴿۹۱﴾	ثُمَّ	اَتۡبَعَ	سَبَبًا ﴿۹۲﴾
اس (ذوالقرنین) کے پاس ہے	بلحاظ علم کے	پھر	وہ پیچھے لگا	ایک (سفر کے) سامان کے

حَتّٰۤی	اِذَا	بَلَغَ	بَيۡنَ السَّدَّيۡنِ	وَجَدَ	مِنۡ دُوۡنِهِمَا
یہاں تک کہ	جب	وہ پہنچا	دو دیواروں (یعنی پہاڑوں) کے درمیان	تواس نے پایا	ان دونوں کے پیچھے
قَوۡمًا ۙ	لَّا يَكَادُوۡنَ	يَفۡقَهُوۡنَ	قَوۡلًا ﴿۹۳﴾	قَالُوۡا	يٰذَا الۡقَرۡنَيۡنِ
ایک ایسی قوم کو جو	لگتا نہیں تھا کہ	وہ لوگ سمجھیں گے	کوئی بات	انہوں نے کہا	اے ذوالقرنین

اِنَّ	يَاۡجُوۡجَ	وَمَاۡجُوۡجَ	مُفۡسِدُوۡنَ	فِى الۡاَرۡضِ	فَهَلۡ	نَجۡعَلُ
بیشک	یاجوج	اور ماجوج	فساد پھیلانے والے ہیں	زمین میں	تو کیا	ہم جمع کر دیں
لَكَ	خَرۡجًا	عَلٰۤی اَنۡ	تَجۡعَلَ	بَيۡنَنَا	وَبَيۡنَهُمۡ	سَدًّا ﴿۹۴﴾
آپ کے لئے	کوئی سرمایہ	اس پر کہ	آپ بنا دیں	ہمارے درمیان	اور ان کے درمیان	ایک دیوار

نوٹ۔1

ذوالقرنین نے مشرق کی جانب جو قوم آباد پائی اس کا یہ حال تو قرآن کریم نے ذکر فرمایا کہ وہ دھوپ سے بچنے کے لئے کوئی سامان، مکان، خیمہ، لباس وغیرہ کے ذریعہ سے نہ کرتے تھے، لیکن ان کے مذہب و اعمال کا کوئی ذکر نہیں فرمایا اور نہ ہی یہ کہ ذوالقرنین نے ان لوگوں کے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ اور ظاہر یہ ہے کہ وہ لوگ بھی کافر ہی تھے اور ذوالقرنین نے ان لوگوں کے ساتھ بھی وہی معاملہ کیا جو مغربی قوم کے ساتھ اوپر مذکورہ ہو چکا ہے۔ مگر اس کے بیان کرنے کی یہاں اس لئے ضرورت نہیں سمجھی کہ پچھلے واقعہ پر قیاس کر کے اس کا بھی علم ہو سکتا ہے۔ (معارف القرآن)

1214

آیت نمبر (95 تا 101)

ر د م

(ض) رَدْمًا کسی رخنہ یا دروازہ کو بند کرنا۔

رَدْمٌ رکاوٹ۔بندش۔زیر مطالعہ آیت۔۹۵

غ ط و

(ن) غَطْوًا کسی چیز کو چھپانا۔ڈھانکنا

غِطَاءٌ پردہ۔زیر مطالعہ آیت:101۔

ترجمہ:

قَالَ	مَا	مَكَّنِّي	فِيهِ	رَبِّي	خَيْرٌ	فَأَعِينُونِي
انہوں نے کہا	وہ	اختیار دیا مجھ کو	جس میں	میرے رب نے	بہتر ہے	تو تم لوگ مدد کرو میری

بِقُوَّةٍ	أَجْعَلْ	بَيْنَكُمْ	وَبَيْنَهُمْ	رَدْمًا ﴿٩٥﴾	آتُونِي
قوت کے ساتھ	تو میں بناؤں	تمہارے درمیان	اور ان کے درمیان	ایک رکاوٹ	تم لوگ دو مجھ کو

زُبَرَ الْحَدِيدِ ؕ	حَتّٰى	إِذَا	سَاوٰى	بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ
لوہے کی سلیں	یہاں تک کہ	جب	انہوں نے برابر کیا	(پہاڑ کے) دونوں کناروں کے درمیان کو

قَالَ	انْفُخُوا ؕ	حَتّٰى	إِذَا	جَعَلَهُ	نَارًا ۙ	قَالَ	آتُونِي
تو کہا	تم لوگ دھونکو	یہاں تک کہ	جب	انہوں نے بنایا اس کو	ایک آگ	تو کہا	تم لوگ دو مجھ کو

أُفْرِغْ	عَلَيْهِ	قِطْرًا ﴿٩٦﴾	فَمَا اسْطَاعُوا
تو میں انڈیلوں	اس پر	پگھلے ہوئے تانبے کو	پھر وہ لوگ (یعنی یاجوج ماجوج کی قوم) استطاعت نہیں رکھیں گے

أَنْ	يَظْهَرُوهُ	وَمَا اسْتَطَاعُوا	لَهُ	نَقْبًا ﴿٩٧﴾	قَالَ
کہ	وہ چڑھ سکیں اس پر	اور نہ وہ استطاعت رکھیں گے	اس میں	نقب لگانے کی	انہوں نے

هٰذَا	رَحْمَةٌ	مِّنْ رَّبِّي ۚ	فَإِذَا	جَآءَ	وَعْدُ رَبِّي	جَعَلَهُ
یہ	ایک رحمت ہے	میرے رب (کی طرف) سے	پھر جب	آئے گا	میرے رب کا وعدہ	تو وہ بنادے اس کو

دَكَّآءَ ۚ	وَكَانَ	وَعْدُ رَبِّي	حَقًّا ﴿٩٨﴾	وَتَرَكْنَا	بَعْضَهُمْ
ایک نرم مٹی کا ٹیلہ	اور ہے	میرے رب کا وعدہ	سچا	اور ہم چھوڑ دیں گے	ان کے بعض کو
يَوْمَئِذٍ	يَّمُوجُ	فِي بَعْضٍ	وَّنُفِخَ	فِي الصُّورِ	فَجَمَعْنٰهُمْ
اس دن	وہ ریلا ماریں گے	بعض میں	اور پھونک ماری جائے گی	صور میں	پھر ہم جمع کریں گے

جَمۡعًا ۙ﴿۹۹﴾	وَّعَرَضۡنَا	جَهَنَّمَ	يَوۡمَئِذٍ	لِّلۡكٰفِرِيۡنَ
جیسا جمع کرنے کا حق ہے	اور ہم سامنے لائیں گے	جہنم کو	اس دن	کافروں کے لئے

عَرۡضَا ۙ﴿۱۰۰﴾	اِلَّذِيۡنَ	كَانَتۡ	اَعۡيُنُهُمۡ	فِيۡ غِطَآءٍ	عَنۡ ذِكۡرِيۡ
جیسا سامنے لانے کا حق ہے	وہ لوگ	تھیں	جن کی آنکھیں	ایک پردے میں	میری یاد سے

وَكَانُوۡا لَا يَسۡتَطِيۡعُوۡنَ	سَمۡعًا ﴿۱۰۱﴾
اور وہ لوگ استطاعت نہیں رکھتے تھے	سننے کی

نوٹ۔1

ذوالقرنین کی تعمیر کردہ دیوار کے متعلق بعض لوگوں میں یہ غلط خیال پایا جاتا ہے کہ اس سے مراد دیوار چین ہے۔ حالانکہ دراصل یہ دیوار قفقاز کے علاقہ داغستان میں دربند اور داریال کے درمیان بنائی گئی۔ قفقاز اس ملک کو کہتے ہیں جو بحیرہ اسود اور بحیرہ خزر (Caspian Sea) کے درمیان واقع ہے۔ دربند اور داریال کے درمیان جو علاقہ ہے اس میں پہاڑ زیادہ بلند نہیں ہیں اور ان میں کوہستانی راستے بھی خاصے وسیع ہیں۔ قدیم زمانے میں شمال کی وحشی قومیں اسی راستے سے حملے کرتی تھیں۔ ان ہی حملوں کو روکنے کے لئے ایک دیوار بنائی گئی تھی جو ۵۰ میل لمبی، ۲۹ فٹ بلند اور دس فٹ چوڑی تھی۔ ابھی تک یہ تحقیق نہیں ہوسکی کہ یہ دیوار کب اور کس نے بنائی تھی۔ مگر مسلمان مورخین اسی کو سد ذوالقرنین قرار دیتے ہیں اور اس کی تعمیر کی جو کیفیت قرآن مجید میں بیان کی گئی ہے اس کے آثار اب بھی وہاں پائے جاتے ہیں۔ (تفہیم القرآن۔ ج ۳، ص ۷۷)

آیت نمبر (102 تا 106)

ترجمہ

اَفَحَسِبَ	الَّذِيۡنَ	كَفَرُوۡۤا	اَنۡ	يَّتَّخِذُوۡا	عِبَادِيۡ	مِنۡ دُوۡنِيۡۤ
تو کیا گمان کیا	ان لوگوں نے جنہوں نے	کفر کیا	کہ	وہ بنالیں گے	میرے بندوں کو	میرے علاوہ

اَوۡلِيَآءَ ؕ	اِنَّاۤ	اَعۡتَدۡنَا	جَهَنَّمَ	لِلۡكٰفِرِيۡنَ	نُزُلًا ﴿۱۰۲﴾
(اپنا) کارساز	بیشک	ہم نے تیار کیا	جہنم کو	کافروں کی	بطور مہمانی کے لیے

قُلۡ	هَلۡ	نُنَبِّئُكُمۡ	بِالۡاَخۡسَرِيۡنَ	اَعۡمَالًا ؕ﴿۱۰۳﴾
آپ کہیے	کیا	ہم خبر دیں تم لوگوں کو	سب سے زیادہ گھاٹا پانے والوں کی	بلحاظ اعمال کے

اَلَّذِيۡنَ	ضَلَّ	سَعۡيُهُمۡ	فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا	وَ	هُمۡ
وہ لوگ	غارت ہوئی	جن کی بھاگ دوڑ	دنیا کی زندگی میں	اس حال میں کہ	وہ لوگ

يَحۡسَبُوۡنَ	اَنَّهُمۡ	يُحۡسِنُوۡنَ	صُنۡعًا ﴿۱۰۴﴾	اُولٰۤـئِكَ الَّذِيۡنَ
گمان کرتے رہے	کہ وہ	خوب بناتے ہیں	کام	یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے

كَفَرُوۡا	بِاٰيٰتِ رَبِّهِمۡ	وَلِقَآئِهٖ	فَحَبِطَتۡ	اَعۡمَالُهُمۡ
انکار کیا	اپنے رب کی نشانیوں کا	اور اس سے ملاقات کرنے	کا تو اکارت گئے	ان کے اعمال

فَلَا نُقِيْمُ	لَهُمْ	يَوْمَ الْقِيٰمَةِ	وَزْنًا ﴿١٠٥﴾	ذٰلِكَ	1214 جَزَآؤُهُمْ
پس ہم کھڑی نہیں کریں گے	ان کے لئے	قیامت کے دن	تول	یہ	ان کا بدلہ ہے

جَهَنَّمُ	بِمَا	كَفَرُوْا	وَاتَّخَذُوْٓا	اٰيٰتِيْ	وَرُسُلِيْ	هُزُوًا ﴿١٠٦﴾
جو کہ جہنم ہے	بسبب اس کے جو	انہوں نے انکار کیا	اور بنایا	میری نشانیوں کو	اور میرے رسولوں کو	مذاق کا ذریعہ

نوٹ۔1

اعمال کے لحاظ سے سب سے زیادہ خسارہ پانے والے وہ لوگ ہیں جنہوں نے دنیا میں خواہ کتنے ہی بڑے کارنامے کئے ہوں بہر حال وہ دنیا کے خاتمے کے ساتھ ہی ختم ہوجائیں گے۔ اپنے محلات، اپنی یونیورسٹیاں اور لائبریریاں، اپنے کارخانے اور ملیں اپنی سڑکیں اور ریلیں، اپنی ایجادیں اور صنعتیں، اپنے علوم وفنون اپنی آرٹ گیلریاں اور وہ چیزیں جن پر وہ فخر کرتے ہیں، ان میں سے کوئی چیز بھی اپنے ساتھ لئے ہوئے وہ خدا کے یہاں نہ پہنچیں گے کہ خدا کی میزان میں اس کو رکھ سکیں۔ وہاں جو چیز باقی رہنے والی ہے وہ صرف مقاصد عمل اور نتائج عمل ہیں۔ اب اگر کسی کے سارے مقاصد دنیا تک محدود تھے اور نتائج بھی اس کو دنیا ہی میں مطلوب تھے اور دنیا میں وہ اپنے نتائج دیکھ بھی چکا تو اس کا سب کیا کرایا دنیائے فانی کے ساتھ فنا ہوگیا۔ آخرت میں جو کچھ پیش کر کے وہ کوئی وزن پا سکتا ہے وہ تو لازماً کوئی ایسا ہی کارنامہ ہونا چاہئے جو اس نے خدا کی رضا کے لئے کیا ہو، اس کے احکام کی پابندی کرتے ہوئے کیا ہو اور ان نتائج کو مقصود بنا کر کیا ہو، جو آخرت میں نکلنے والے ہیں۔ ایسا کوئی کارنامہ اگر اس کے حساب میں نہیں ہے تو وہ ساری دوڑ دھوپ بلاشبہ اکارت گئی جو اس نے دنیا میں کی تھی۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (107تا110)

ترجمہ:

اِنَّ	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	وَعَمِلُوا	الصّٰلِحٰتِ	كَانَتْ
بیشک	وہ لوگ جو	ایمان لائے	اور انہوں نے عمل کئے	نیکیوں کے	(تو) ہیں

لَهُمْ	جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ	نُزُلًا ﴿١٠٧﴾	خٰلِدِيْنَ
ان کے لئے	فردوس کے باغات	بطور مہمان نوازی کے	ہمیشہ رہنے والے ہوتے ہوئے

فِيْهَا	لَا يَبْغُوْنَ	عَنْهَا	حِوَلًا ﴿١٠٨﴾	قُلْ	لَّوْ	كَانَ	الْبَحْرُ
ان میں	وہ نہیں چاہیں گے	وہاں	جگہ بدلنی	آپؐ کہئے	اگر	ہوتے	سارے سمندر

مِدَادًا	لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ	لَنَفِدَ	الْبَحْرُ	قَبْلَ اَنْ
روشنائی	میرے رب کے فرمان (لکھنے) کے لئے	توضرور ختم ہوجاتے	سارے سمندر	اس سے پہلے کہ

تَنْفَدَ	كَلِمٰتُ رَبِّيْ	وَلَوْ	جِئْنَا	بِمِثْلِهٖ	مَدَدًا ﴿١٠٩﴾
ختم ہوتے	میرے رب کے فرمان	اور اگرچہ	ہم لے آتے	اس جیسے (اور سمندر)	بطور مدد کے

قُلْ	اِنَّمَآ	اَنَا	بَشَرٌ	مِّثْلُكُمْ	يُوْحٰٓى	اِلَيَّ
آپؐ کہئے	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	میں	ایک بشر ہوں	تم لوگوں جیسا	وحی کی جاتی ہے	میری طرف

اَنَّمَآ	اِلٰـهُكُمْ	اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ	فَمَنْ	كَانَ	1214 يَرْجُوْا
کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	تم لوگوں کا اِلٰہ	واحد اِلٰہ ہے	پس وہ جو	ہے (کہ)	امید رکھتا ہے

لِقَآءَ رَبِّهٖ	فَلْيَعْمَلْ	عَمَلًا صَالِحًا	وَّلَا يُشْرِكْ
اپنے رب سے ملاقات کرنے کی	تو اسے چاہئے کہ وہ کرے	نیک عمل	اور وہ شریک مت کرے

بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ	اَحَدًا ؏ ۱۱۰
اپنے رب کی بندگی میں	کسی ایک کو

نوٹ۔1 حضرت شداد بن اوسؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سنا ہے کہ مجھے اپنی امت پر سب سے زیادہ ڈر شرک اور پوشیدہ شہوت کا ہے۔ میں نے دریافت کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کیا آپؐ کی امت آپؐ کے بعد شرک کرے گی۔ فرمایا ہاں۔ سنو! وہ سورج، چاند، پتھر، بت کو نہ پوجے گی بلکہ اپنے اعمال میں ریاکاری کرے گی۔ پوشیدہ شہوت یہ ہے کہ صبح روزے سے ہے اور کوئی خواہش سامنے آئی تو روزہ چھوڑ دیا۔ (ابن کثیر)

نوٹ۔2 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہیں ایک ایسا کام بتاتا ہوں کہ جب تم وہ کام کرلو تو شرک اکبر اور شرک اصغر، سب سے محفوظ ہو جاؤ۔ تم تین مرتبہ روزانہ یہ دعا کیا کرو: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَعُوْذُبِكَ اَنْ اُشْرِكَ بِكَ شَيْـئًا وَّاَنَا اَعْلَمُ ط وَاَسْتَغْفِرُكَ لِمَالَا اَعْلَمُ۔ (معارف القرآن)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۂ مریم (19)

آیت نمبر (1 تا 6)

ش ع ل

(ف) شَعْلًا آگ بھڑکانا۔

(افتعال) اِشْتِعَالًا آگ سے شعلہ نکلنا۔ غصہ کا بھڑک اٹھنا، زیر مطالعہ آیت۔ ۴

ش ی ب

(ض) شَيْبًا (۱) سفید بالوں والا ہونا۔ (۲) بوڑھا ہونا۔

شَيْبٌ اسم ذات بھی ہے۔ (۱) سفیدی (۲) بڑھاپا۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۴۔ اور ﴿ ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ ضَعْفًا وَّ شَيْبَةً ط ﴾ (30/الروم:54) ''پھر اس نے بنایا قوت کے بعد کمزوری اور بڑھاپا۔''

اَشْیَبُ　ج: شِیْبٌ۔ اَفْعَلُ الوان وعیوب کے وزن پر صفت ہے۔(۱) سفید سر والا۔(۲) بوڑھا۔ 1214
﴿فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ اِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا﴾ (73/المزمل:17)
''پھر کیسے تم لوگ بچو گے اگر تم نے کفر کیا ایک ایسے دن سے جو کر دے گا بچوں کو بوڑھے۔''

ترکیب

(آیت۔۲) ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ۔ یہ پورا مرکب اضافی خبر ہے اور اس کا مبتدا هٰذَا محذوف ہے۔ ذَكَرِيَّا تینوں حالتوں میں مبنی کی طرح ذَكَرِيَّا استعمال ہوتا ہے۔ یہاں یہ عَبْدَهٗ کا بدلہ ہونے کی وجہ سے محلاً حالت نصب میں ہے۔
(آیت۔۵۔۶) يَرِثُنِيْ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ۔ یہ پورا جملہ فعل امر فَهَبْ لِيْ کا جواب امر نہیں ہے۔ اگر جواب امر ہوتا تو مضارع مجزوم يَرِثْ آتا۔ لیکن یہاں مضارع مرفوع يَرِثُ آیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ جملہ دراصل نکرہ موصوفہ وَلِيًّا کی صفت ہے۔ ترجمہ میں اس فرق کو ظاہر کیا جائے گا۔

ترجمہ:

كٓهٰيٰعٓصٓ ①	ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ	عَبْدَهٗ	زَكَرِيَّا ②
....	(یہ) آپؐ کے رب کی رحمت کا ذکر ہے	اس کے بندے	زکریاؑ پر

اِذْ	نَادٰى	رَبَّهٗ	نِدَآءً خَفِيًّا ③	قَالَ	رَبِّ
جب	انہوں نے پکارا	اپنے رب کو	چھپی آواز سے	انہوں نے کہا	اے میرے رب
اِنِّيْ	وَهَنَ	الْعَظْمُ	مِنِّيْ	وَاشْتَعَلَ	الرَّاْسُ
بیشک میں (ہوں کہ)	کمزور ہوئی	ہڈیاں	میری	اور چمک اٹھا	سر
شَيْبًا	وَّلَمْ اَكُنْ	بِدُعَآئِكَ	رَبِّ	شَقِيًّا ④	وَاِنِّيْ
سفیدی سے	اور میں ہوا ہی نہیں	تیری دعا سے	اے میرے رب	کبھی نامراد	اور بیشک میں

خِفْتُ	الْمَوَالِيَ	مِنْ وَّرَآءِيْ	وَ	كَانَتِ	امْرَاَتِيْ	عَاقِرًا
ڈرتا ہوں	اپنے بھائی بندوں سے	اپنے بعد	اس حال میں کہ	ہے	میری عورت	بانجھ

فَهَبْ	لِيْ	مِنْ لَّدُنْكَ	وَلِيًّا ⑤	يَّرِثُنِيْ
پس تو عطا کر	مجھ کو	اپنے خزانے سے	ایک ایسا کام اٹھانے والا	جو وارث ہو میرا
وَيَرِثُ	مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ	وَاجْعَلْهُ	رَبِّ	رَضِيًّا ⑥
اور جو وارث ہو	یعقوبؑ کے پیروکاروں میں سے (لوگوں) کا	اور تو بنا اس کو	اے میرے رب	پسندیدہ

نوٹ۔1

آیت۔نمبر۔۵۔ میں حضرت زکریاؑ کے اس قول کا ذکر ہے کہ انہیں اپنے بعد، اپنے عزیز واقارب کی طرف سے اندیشہ تھا۔ لیکن یہ نہیں بتایا کہ کس بات کا اندیشہ تھا۔ اس ضمن میں یہ بات بہت واضح ہے کہ حضرت زکریاؑ کو یہ اندیشہ نہیں تھا کہ ان کے عزیز واقارب ان کی جائیداد پر قبضہ کرلیں گے کیونکہ وہ صاحب جائیداد نہیں تھے۔ پھر انہیں کس بات کا اندیشہ تھا۔ اس بات کو سمجھنے کے لئے بنی اسرائیل

کے نظام کہانت (Preisthood) کا ایک خاکہ ذہن میں واضح ہونا ضروری ہے جسے ہم تفہیم القرآن سے اخذ[1214] کر رہے ہیں۔

فلسطین پر قابض ہونے کے بعد بنی اسرائیل نے ملک کا انتظام اس طرح کیا تھا کہ حضرت یعقوب کی اولاد کے بارہ قبیلوں میں سارا ملک تقسیم کر دیا گیا اور تیرھواں قبیلہ یعنی لاوی بن یعقوبؑ کا گھرانہ مذہبی خدمات کے لئے مخصوص رہا۔ پھر بن لاوی میں سے بھی جو خاندان پاک ترین چیزوں کی تقدیس کا کام کرتا تھا، وہ حضرت ہارونؑ کا خاندان تھا۔ ان میں ایک ابیاہ کا خاندان تھا جس کے سردار حضرت زکریا تھے۔ انہیں ابیاہ کے خاندان میں کوئی ایسا نظر نہیں آ رہا تھا جو ان کے بعد دینی اور اخلاقی حیثیت سے اس منصب کا اہل ہو جسے وہ سنبھالے ہوئے تھے۔ یہ وہ اندیشہ ہے جس کا ذکر کیا گیا۔

نوٹ۔2

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ بیشک علماء وارث ہیں انبیاء کے کیونکہ انبیاء دینار و درہم کی وراثت نہیں چھوڑتے بلکہ ان کی وراثت علم ہوتا ہے۔ جس نے علم حاصل کر لیا اس نے بڑی دولت حاصل کر لی۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (7 تا 11)

ترجمہ:

يٰزَكَرِيَّآ	اِنَّا	نُبَشِّرُكَ	بِغُلٰمِ	اِسْمُهٗ	يَحْيٰى
اے زکریاؑ	بیشک	ہم بشارت دیتے ہیں آپؑ کو	ایک ایسے لڑکے کی	جس کا نام	یحیٰیؑ ہے

لَمْ نَجْعَلْ	لَّهٗ	مِنْ قَبْلُ	سَمِيًّا ⑦	قَالَ	رَبِّ	اَنّٰى
ہم نے نہیں بنایا	اس کے لئے	اس سے پہلے	کوئی ہم نام	انہوں نے کہا	اے میرے رب	کہاں سے

يَكُوْنُ	لِيْ	غُلٰمٌ	وَّ	كَانَتِ	امْرَاَتِيْ	عَاقِرًا	وَّقَدْ بَلَغْتُ
ہوگا	میرے لئے	کوئی لڑکا	اس حال میں کہ	ہے	میری عورت	بانجھ	اور میں پہنچ چکا ہوں

مِنَ الْكِبَرِ	عِتِيًّا ⑧	قَالَ	كَذٰلِكَ ۚ	قَالَ
بڑھاپے سے (یعنی بڑھاپے کی)	حد سے گزرا ہوا	(اللہ تعالیٰ نے) کہا	اس طرح ہے	کہہ دیا

رَبُّكَ	هُوَ	عَلَيَّ	هَيِّنٌ	وَّقَدْ خَلَقْتُكَ	مِنْ قَبْلُ
آپؑ کے رب نے	یہ	مجھ پر	آسان ہے	اور میں پیدا کر چکا ہوں آپؑ کو	اس سے پہلے

وَ	لَمْ تَكُ	شَيْـًٔا ⑨	قَالَ	رَبِّ	اجْعَلْ	لِّيْٓ	اٰيَةً ۭ
اس حال میں کہ	آپؑ نہیں تھے	کوئی چیز	انہوں نے کہا	اے میرے رب	تو بنا دے	میرے لئے	کوئی نشانی

قَالَ	اٰيَتُكَ	اَلَّا تُكَلِّمَ	النَّاسَ	ثَلٰثَ لَيَالٍ	سَوِيًّا ⑩
(اللہ تعالیٰ نے) کہا	آپؑ کی نشانی ہے	کہ آپؑ کلام نہیں کریں گے	لوگوں سے	تین راتیں	کامل ہوتے ہوئے

فَخَرَجَ	عَلٰى قَوْمِهٖ	مِنَ الْمِحْرَابِ	فَاَوْحٰٓى	اِلَيْهِمْ	اَنْ
پھر وہ نکلے	اپنی قوم پر	محراب سے	تو انہوں نے اشارہ کیا	ان کی طرف	کہ

سَبِّحُوْا	بُكْرَةً	وَّعَشِيًّا ⑪ 1214
تم لوگ تسبیح کرو	صبح کے وقت	اور شام کے وقت

آیت نمبر (12 تا 15)

ح ن ن

(ض)

حَنَانًا کسی پر مہربان وشفیق ہونا۔

حَنَانٌ اسم ذات بھی ہے۔ شفقت۔ مہربانی۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۱۳۔

حُنَيْنٌ اسم علم ہے۔ مکہ اور طائف کے درمیان ایک جگہ کا نام جہاں جنگ حنین ہوئی تھیں۔ آیت نمبر 9/ التوبۃ:25۔

ترکیب

زیر مطالعہ آیات کا صحیح ترجمہ کرنے کے لئے منصوبات کی وجوہات کا تعین ضروری ہے۔ اٰتَيْنٰهُ کا مفعول ہونے کی وجہ سے اَلْحُكْمَ، حَنَانًا اور زَكٰوةً حالت نصب میں آئے ہیں، جبکہ صَبِيًّا حال ہے۔ كَانَ کی خبر ہونے کی وجہ سے تَقِيًّا اور بَرًّا حالت نصب میں ہیں۔ جَبَّارًا اور عَصِيًّا خبریں ہیں لَمْ يَكُنْ کی۔ حَيًّا حال ہے۔

ترجمہ:

يٰيَحْيٰى	خُذِ	الْكِتٰبَ	بِقُوَّةٍ ط	وَاٰتَيْنٰهُ
اے یحییٰ	آپؑ پکڑیں	کتاب (یعنی تورات) کو	مضبوطی سے	اور ہم نے دیا انؑ کو
الْحُكْمَ	صَبِيًّا ⑫ لا	وَّحَنَانًا	مِّنْ لَّدُنَّا	وَزَكٰوةً ط
فیصلہ کرنے کی صلاحیت	بچہ ہوتے ہوئے	اور شفقت (دی)	اپنے پاس سے	اور پاکیزگی (دی)

وَكَانَ	تَقِيًّا ⑬ لا	وَّبَرًّا	بِوَالِدَيْهِ	وَلَمْ يَكُنْ	جَبَّارًا
اور وہ تھے	پرہیزگار	اور فرمانبردار (تھے)	اپنے والدین کے	اور وہ نہیں تھے	جبر کرنے والے
عَصِيًّا ⑭	وَسَلٰمٌ	عَلَيْهِ	يَوْمَ	وُلِدَ	وَيَوْمَ
نافرمانی کرنے والے	اور سلامتی ہے	انؑ پر	جس دن	وہ پیدا کئے گئے	اور جس دن

يَمُوْتُ	وَيَوْمَ	يُبْعَثُ	حَيًّا ⑮ ع
وہ مریں گے	اور جس دن	وہ اٹھائے جائیں گے	زندہ ہوتے ہوئے

نوٹ۔1

حضرت یحییٰ کے جو حالات انجیلوں میں بکھرے ہوئے ہیں۔ تفہیم القرآن میں ان کو جمع کر کے ان کی سیرت پاک کا ایک نقشہ پیش کیا گیا ہے۔ ہم اس کا خلاصہ دے رہے ہیں۔

حضرت یحییٰ، حضرت عیسیٰؑ سے چھ ماہ بڑے تھے۔ تقریباً تیس سال کی عمر میں وہ نبوت کے منصب پر عملاً مامور ہوئے۔ وہ لوگوں سے گناہوں کی توبہ کراتے تھے اور توبہ کرنے والوں کو بپتسمہ دیتے تھے یعنی توبہ کے بعد غسل کراتے تھے تا کہ روح اور جسم

دونوں پاک ہوجائیں۔ یہودیہ اور یروشلم کے بکثرت لوگ ان کے معتقد ہوگئے تھے اور ان کے پاس جاکر بپتسمہ لیتے تھے۔ اسی بنا پر ان کا نام یوحنا بپتسمہ دینے والا (JHON The BAPTIST) مشہور ہوگیا ہے۔

وہ اونٹ کے بالوں کے پوشاک پہنتے۔ انکی خوراک نڈیاں اور جنگلی شہد تھا۔ اس فقیرانہ زندگی کے ساتھ وہ منادی کرتے پھرتے تھے کہ توبہ کرو کیونکہ آسمان کی بادشاہی قریب آ گئی ہے۔ یعنی مسیح کی دعوت نبوت کا آغاز ہونے والا ہے۔ وہ لوگوں کو نماز اور روزے کی تلقین کرتے تھے وہ لوگوں سے کہتے تھے کہ جس کے پاس دو کرتے ہوں وہ اس کو جس کے پاس نہ ہو بانٹ دے۔ اور جس کے پاس کھانا ہو وہ بھی ایسا ہی کرے۔ محصول لینے والوں سے فرمایا کہ جو تمہارے لئے مقرر ہے اس سے زیادہ نہ لینا۔ سپاہیوں سے فرمایا کہ نہ کسی پر ظلم کرو اور نہ ناحق کسی سے کچھ لو اور اپنی تنخواہ پر کفایت کرو۔

ان کے عہد کا یہودی فرمانروا، جس کی ریاست میں وہ دعوت حق کی خدمت انجام دیتے تھے، سرتاپا رومی تہذیب میں غرق تھا۔ اس کی وجہ سے سارے ملک میں فسق وفجور پھیل رہا تھا۔ حضرت یحیٰؑ نے اس کو ملامت کی اور اس کی فاسقانہ حرکات کے خلاف آواز اٹھائی۔ اس جرم میں اس نے ان کو گرفتار کر کے جیل بھیج دیا۔

فرمانروا کی سالگرہ کے جشن کے دربار میں ایک رقاصہ نے خوب رقص کیا جس پر خوش ہوکر اس نے کہا مانگ کیا مانگتی ہے۔ اس نے کہا مجھے یوحنا بپتسمہ دینے والے کا سر ایک تھال میں رکھوا کر ابھی منگوا دیجئے۔ اس نے فوراً قید خانہ سے یحییٰ کا سر کٹوایا اور ایک تھال میں رکھ کر رقاصہ کی نذر کردیا۔

آیت نمبر (16 تا 21)

ترجمہ:

وَاذْكُرْ	فِي الْكِتٰبِ	مَرْيَمَ	اِذِ	انْتَبَذَتْ	مِنْ اَهْلِهَا	مَكَانًا شَرْقِيًّا ١٦	
اور یاد کرو	اس کتاب میں	مریم کو	جب	وہ علیحدہ ہوئیں	اپنے لوگوں سے	ایک مشرقی جگہ میں	
فَاتَّخَذَتْ	مِنْ دُوْنِهِمْ	حِجَابًا	فَاَرْسَلْنَآ	اِلَيْهَا	رُوْحَنَا		
پھر انہوں نے کرلیا	ان لوگوں سے	ایک اوٹ	تو ہم نے بھیجا	ان کی طرف	اپنا فرشتہ (یعنی جبرائیل کو)		
فَتَمَثَّلَ	لَهَا	بَشَرًا سَوِيًّا ١٧	قَالَتْ	اِنِّيْٓ	اَعُوْذُ		
تو وہ شکل میں آگئے	ان کے لیے	ایک مکمل آدمی کی	(بی بی مریم نے) کہا	کہ میں	پناہ میں آتی ہوں		
بِالرَّحْمٰنِ	مِنْكَ	اِنْ	كُنْتَ	تَقِيًّا ١٨	قَالَ	اِنَّمَآ	اَنَا
رحمٰن کی	تجھ سے	اگر	تو ہے	پرہیزگار	انہوں نے کہا	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	میں
رَسُوْلُ رَبِّكِ	لِاَهَبَ	لَكِ	غُلٰمًا زَكِيًّا ١٩	قَالَتْ			
آپ کے رب کا پیغامبر ہوں	کہ میں عطا کروں	آپ کو	ایک پاکیزہ لڑکا	انہوں نے کہا			
اَنّٰى	يَكُوْنُ	لِيْ	غُلٰمٌ	وَّ	لَمْ يَمْسَسْنِيْ	بَشَرٌ	وَّلَمْ اَكُ
کہاں سے	ہوگا	میرے لئے	کوئی لڑکا	حالانکہ	چھوا ہی نہیں مجھ کو	کسی آدمی نے	اور نہ میں ہوں

1214

بَغِيًّا ﴿٢٠﴾	قَالَ	كَذٰلِكِ ۚ	قَالَ	رَبُّكِ	هُوَ	عَلَيَّ	هَيِّنٌ ۚ
بدکار	انہوں نے کہا	اس طرح ہے	کہا	آپ کے رب نے	وہ	مجھ پر	آسان ہے

وَلِنَجْعَلَهٗٓ	اٰيَةً	لِّلنَّاسِ	وَرَحْمَةً	مِّنَّا ۚ
اور تاکہ ہم بنائیں اس (لڑکے) کو	ایک نشانی	لوگوں کے لئے	اور رحمت ہوتے ہوئے	ہماری طرف سے

وَكَانَ	اَمْرًا	مَّقْضِيًّا ﴿٢١﴾
اور وہ ہے	ایک کام	فیصلہ کیا ہوا

نوٹ۔1

بی بی مریم کا ایک مشرقی جگہ میں الگ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہیکل کے مشرقی جانب میں معتکف ہوگئیں۔ مشرقی جانب میں اس وجہ سے کہ ہیکل کا جو حصہ عورتوں کے اعتکاف اور عبادت کے لئے خاص تھا وہ مشرقی سمت میں ہی تھا۔ حضرت جبرائیل نے انہیں اولاد ہونے کی جو خبر دی اس پر بی بی مریم نے جن الفاظ میں تعجب کا اظہار کیا، اس سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ لوقا کی یہ روایت بالکل بے سروپا ہے کہ یوسف نامی کسی شخص سے ان کا نکاح ہوا تھا۔ اگر ان کا نکاح ہوا ہوتا تو یہ خبر ان کے لئے ایک خوشخبری ہوتی اور وہ مذکورہ الفاظ میں اس پر تشویش اور حیرت کا اظہار کرنے کی بجائے اللہ کا شکر ادا کرتیں۔ لوقا کی یہ روایت یہود کی دراندازی کا مولودِ فساد ہے کیونکہ وہ حضرت عیسیٰؑ کی خارق عادت ولادت کے مخالف ہیں۔ ہمارے ہاں جن لوگوں نے بے سوچے سمجھے اس روایت کو نقل کرلیا ہے انہوں نے نادانستہ یہود ہی کی مقصد براری کی ہے۔ (تدبر قرآن)

نوٹ۔2

بی بی مریم کے اظہار تعجب کے جواب میں حضرت جبریل نے فرمایا كَذٰلِكِ یعنی ایسا ہی ہوگا۔ یہ ہرگز اس معنی میں نہیں ہوسکتا کہ بشر تجھ کو چھوئے گا اور اس سے تیرے ہاں لڑکا پیدا ہوگا۔ بلکہ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ تیرے ہاں لڑکا ہوگا، باوجود اس کے کہ تجھے کسی بشر نے نہیں چھوا ہے۔ اس سے پہلے آیت نمبر۔۸۔ میں حضرت زکریا کا استعجاب نقل ہو چکا ہے۔ وہاں بھی یہی جواب دیا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ جو مطلب اس جواب کا وہاں ہے، وہی یہاں بھی ہے۔ اسی طرح سورہ ذاریات کی آیات۔ ۲۸ تا ۳۰ میں جب فرشتہ حضرت ابراہیمؑ کو بیٹے کی بشارت دیتا ہے اور حضرت سارہ کہتی ہیں کہ مجھ بوڑھی بانجھ کے ہاں بیٹا کیسے ہوگا تو فرشتہ ان کو جواب دیتا ہے کہ كَذٰلِكِ (ایسا ہی ہوگا) ظاہر ہے کہ اس سے مراد بڑھاپے اور بانجھ پن کے باوجود اولاد ہونا ہے۔ اس کے علاوہ اگر كَذٰلِكِ کا یہ مطلب لیا جائے کہ بشر تجھے چھوئے گا اور تیرے ہاں اسی طرح لڑکا ہوگا جیسے دنیا بھر کی عورتوں کے ہاں ہوتا ہے، تو پھر بعد کے دونوں فقرے بے معنی ہو جاتے ہیں۔ پھر یہ کہنے کی کیا ضرورت ہے کہ تیرا رب کہتا ہے کہ ایسا کرنا میرے لئے بہت آسان ہے اور ہم اس لڑکے کو ایک نشانی بنانا چاہتے ہیں۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ۔3

حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش کو نشانی اس لئے بنایا تاکہ لوگ جان لیں کہ وہ خالق ہر طرح کی پیدائش پر قادر ہے۔ حضرت آدمؑ کو بغیر عورت مرد کے پیدا کیا۔ بی بی حوا کو صرف مرد سے بغیر عورت کے پیدا کیا۔ باقی تمام انسانوں کو مرد عورت سے پیدا کیا۔ حضرت عیسیٰؑ کو بغیر مرد کے صرف عورت سے پیدا کیا۔ پس تقسیم کی یہ چار ہی صورتیں ہوسکتی تھیں جو سب پوری کر دی گئیں اور اللہ نے اپنی کمالِ قدرت کی مثال قائم کر دی۔ (ابن کثیرؒ)

1214

آیت نمبر (22 تا 26)

م	خ	ض

(س) مَخَاضًا — حاملہ کا دردزہ میں مبتلا ہونا۔

مَخَاضٌ — اسم ذات بھی ہے۔ دردزہ۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۲۳

ج	ذ	ع

(ف) جَذْعًا — دو اونٹوں کو ایک رسی میں باندھا۔

جِذْعٌ — ج: جُذُوْعٌ۔ درخت کا تنہ۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۲۳ اور ﴿ وَّ لَاُصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ ﴾ (20/طٰہٰ:71) ''اور میں لازماً پھانسی دوں گا تم لوگوں کو کھجور کے تنوں میں۔''

ہ	ز	ز

(ن) هَزًّا — کسی چیز کو حرکت دینا۔ ہلانا۔

هُزِّ — فعل امر ہے۔ تو ہلا۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۲۵

(افتعال) اِهْتِزَازًا — کسی چیز کا حرکت میں آنا۔ ہلنا۔ لہلہانا۔ ﴿ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ ﴾ (27/النمل:10) ''پھر جب انہوں نے دیکھا اس کو یعنی لاٹھی کو کہ وہ ہلتی ہے جیسے کہ وہ کوئی سانپ ہے۔'' ﴿ فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ ﴾ (22/الحج:5) ''پھر جب ہم نے اتارا اس پر یعنی زمین پر پانی تو وہ لہلہا اٹھی۔''

ج	ن	ی

(ض) جَنْيًا — درخت سے پھل چننا۔

جَنِيٌّ — ابھی کا چنا ہوا پھل۔ تازہ پھل۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۲۵

ترجمہ:

فَحَمَلَتْهُ	فَانْتَبَذَتْ	بِهٖ	مَكَانًا قَصِيًّا ﴿۲۲﴾
پس انہوں نے اٹھایا اس (بچے) کو (پیٹ میں)	پھر وہ علیحدہ ہوئیں	اس کے ساتھ	ایک دور والی جگہ میں

فَاَجَآءَهَا	الْمَخَاضُ	اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ ۚ	قَالَتْ	يٰلَيْتَنِيْ	مِتُّ
پھر لایا ان کو	دردزہ	کھجور کے تنے کی طرف	انہوں نے کہا	اے کاش میں	مرجاتی

قَبْلَ هٰذَا	وَكُنْتُ	نَسْيًا مَّنْسِيًّا ﴿۲۳﴾	فَنَادٰىهَا	مِنْ تَحْتِهَآ
اس سے پہلے	اور میں ہوتی	ایک بھولی بسری چیز	تو آواز دی ان کو	ان کے نیچے سے

اَلَّا تَحْزَنِيْ	قَدْ جَعَلَ	رَبُّكِ	تَحْتَكِ	سَرِيًّا ﴿۲۴﴾	وَهُزِّيْٓ
کہ آپ غمگین مت ہوں	بنادی ہے	آپ کے رب نے	آپ کے نیچے	ایک نہر	اور آپ ہلائیں

اِلَيْكِ	بِجِذْعِ النَّخْلَةِ	تُسٰقِطْ	عَلَيْكِ	رُطَبًا	جَنِيًّا ﴿٢٥﴾ 1214	فَكُلِيْ
اپنی طرف	کھجور کے تنے کو	تو وہ گراتا رہے گا	آپ پر	پکے ہوئے	چنے ہوئے پھل	پس آپ کھائیں
وَاشْرَبِيْ	وَقَرِّيْ	عَيْنًا	فَاِمَّا	تَرَيِنَّ	مِنَ الْبَشَرِ	اَحَدًا
اور پیئیں	اور ٹھنڈی رکھیں	آنکھ	پھر اگر	آپ دیکھیں	بشر میں سے	کسی ایک کو

فَقُوْلِيْٓ	اِنِّيْ	نَذَرْتُ	لِلرَّحْمٰنِ	صَوْمًا	فَلَنْ اُكَلِّمَ
تو آپ کہیں	کہ میں نے	منت مانی ہے	رحمٰن کے لئے	روزہ رکھنے کی	تو میں ہرگز کلام نہیں کروں گا

الْيَوْمَ	اِنْسِيًّا ﴿٢٦﴾
آج کے دن	کسی انسان سے

نوٹ۔1

(آیت۔۲۲) میں دور والی جگہ سے مراد بیت لحم ہے۔ بی بی مریم کا اپنے اعتکاف سے نکل کر وہاں جانا اس بات کی بہت بڑی دلیل ہے کہ حضرت عیسیٰؑ باپ کے بغیر پیدا ہوئے تھے۔ اگر وہ شادی شدہ ہوتیں اور شوہر سے ہی ان کے ہاں بچہ پیدا ہو رہا ہوتا تو کوئی وجہ نہ تھی کہ میکے اور سسرال، سب کو چھوڑ چھاڑ کر وہ زچگی کے لئے تن تنہا ایک دور دراز مقام پر چلی جاتیں۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ۔2

قبل از اسلام یہ بھی عبادت میں داخل تھا کہ بولنے کا روزہ رکھے۔ صبح سے رات تک کسی سے کلام نہ کرے۔ اسلام نے اس کو منسوخ کر کے یہ لازم کر دیا کہ صرف برے کلام، گالی گلوچ، جھوٹ، غیبت وغیرہ سے پرہیز کیا جائے۔ عام گفتگو ترک کرنا اسلام میں کوئی عبادت نہیں رہی اس لئے اس کی نذر ماننا بھی جائز نہیں۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (27 تا 34)

ترجمہ:

فَاَتَتْ بِهٖ	قَوْمَهَا	تَحْمِلُهٗ	قَالُوْا
پھر وہ لائیں اس (بچے) کو	اپنی قوم کے پاس	اٹھائے ہوئے اس کو	ان لوگوں نے کہا

يٰمَرْيَمُ	لَقَدْ جِئْتِ	شَيْـًٔا فَرِيًّا ﴿٢٧﴾	يٰٓاُخْتَ هٰرُوْنَ	مَا كَانَ
اے مریم	بیشک آپ نے کیا ہے	ایک حیران کن چیز (یعنی کام)	اے ہارونؑ کی بہن	نہیں تھے
اَبُوْكِ	امْرَاَ سَوْءٍ	وَّمَا كَانَتْ	اُمُّكِ	بَغِيًّا ﴿٢٨﴾
آپ کے والد	برے آدمی	اور نہیں تھیں	آپ کی والدہ	بدکار

فَاَشَارَتْ	اِلَيْهِ	قَالُوْا	كَيْفَ	نُكَلِّمُ	مَنْ	كَانَ
تو انہوں نے اشارہ کیا	اس (بچے) کی طرف	ان لوگوں نے کہا	کیسے	ہم کلام کریں	اس سے جو	ہے

فِي الْمَهْدِ	صَبِيًّا ﴿٢٩﴾	قَالَ	اِنِّيْ	عَبْدُ اللّٰهِ	اٰتٰنِيَ	الْكِتٰبَ	وَجَعَلَنِيْ
گود میں	بچہ ہوتے ہوئے	اس (بچے) نے کہا	کہ میں	اللہ کا بندہ ہوں	اس نے دی مجھ کو	کتاب	اور اس نے بنایا مجھ کو

نَبِيًّا ﴿٣٠﴾	وَّ جَعَلَنِيْ	مُبٰرَكًا	اَيْنَ مَا	كُنْتُ ۪	1214 وَاَوْصٰنِيْ
ایک نبی	اور اس نے بنایا مجھ کو	برکت دیا ہوا	جہاں کہیں بھی	میں ہوں	اور اس نے تاکید کی مجھ کو
بِالصَّلٰوةِ	وَالزَّكٰوةِ	مَا دُمْتُ	حَيًّا ﴿٣١﴾	وَّ بَرًّا	بِوَالِدَتِيْ ۡ
نماز کی	اور زکوٰۃ کی	جب تک میں رہوں	زندہ	اور (بنایا مجھ کو) فرمانبردار	میری والدہ کا

وَلَمْ يَجْعَلْنِيْ	جَبَّارًا	شَقِيًّا ﴿٣٢﴾	وَالسَّلٰمُ	عَلَيَّ	يَوْمَ	وُلِدْتُّ	وَيَوْمَ
اور اس نے نہیں بنایا مجھ کو	جبر کرنے والا	نامراد	اور سلام ہے	مجھ پر	جس دن	میں پیدا کیا گیا	اور جس دن

اَمُوْتُ	وَيَوْمَ	اُبْعَثُ	حَيًّا ﴿٣٣﴾	ذٰلِكَ	عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ ۚ
میں مروں گا	اور جس دن	میں اٹھایا جاؤں گا	زندہ ہوتے ہوئے	یہ	عیسیٰؑ ابن مریم ہیں

قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِيْ	فِيْهِ	يَمْتَرُوْنَ ﴿٣٤﴾
(میں کہتا ہوں) ان کی سچی بات	جن (کے بارے) میں	یہ لوگ جھگڑتے ہیں

نوٹ۔1

(آیت۔۳۲) میں یہ نہیں ہے کہ اس نے مجھے اپنے والدین کا فرمانبردار بنایا ہے۔ جیسا کہ حضرت یحییٰؑ کے ذکر میں آیت۔۱۴ میں والدین کا لفظ آیا ہے۔ کیونکہ حصرت یحییٰؑ کے والد اور والدہ دونوں تھے، لیکن یہاں اللہ تعالیٰ نے صرف والدہ کا لفظ استعمال کیا ہے۔ یہ اس بات کا بہت بڑا ثبوت ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کے والد نہیں تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کو قرآن مجید میں ہر جگہ عیسیٰؑ ابن مریم کہا گیا ہے۔

آیت نمبر (35تا40)

ترجمہ:

مَا كَانَ	لِلّٰهِ	اَنْ	يَّتَّخِذَ	مِنْ وَّلَدٍ ۙ	سُبْحٰنَهٗ ۭ	اِذَا	قَضٰٓى
نہیں ہے	اللہ کے لئے	کہ	وہ بنائے	کوئی بھی اولاد	وہ پاک ہے	جب بھی	وہ فیصلہ کرتا ہے

اَمْرًا	فَاِنَّمَا	يَقُوْلُ	لَهٗ	كُنْ	فَيَكُوْنُ ﴿٣٥﴾ ۭ	وَاِنَّ
کسی کام کا	تو کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	وہ کہتا ہے	اس کو (کہ)	تو ہوجا	تو وہ ہوجاتا ہے	اور بیشک

اللّٰهَ	رَبِّيْ	وَرَبُّكُمْ	فَاعْبُدُوْهُ ۭ	هٰذَا	صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿٣٦﴾
اللہ	میرا رب ہے	اور تم لوگوں کا رب ہے	پس تم لوگ بندگی کرو اس کی	یہ	ایک سیدھا راستہ ہے
فَاخْتَلَفَ	الْاَحْزَابُ	مِنْۢ بَيْنِهِمْ ۚ	فَوَيْلٌ	لِّلَّذِيْنَ	كَفَرُوْا
پھر اختلاف کیا	گروہوں نے	ان لوگوں میں سے	پس تباہی ہے	ان کے لئے جنہوں نے	انکار کیا

مِنْ مَّشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿٣٧﴾	اَسْمِعْ بِهِمْ	وَاَبْصِرْ ۙ	يَوْمَ
جس وقت دیکھیں گے ایک دن بڑا	کیا خوب سننے والے ہوں گے	اور دیکھنے والے ہوں گے	جس دن

يَاْتُوْنَنَا	لٰكِنِ	الظّٰلِمُوْنَ	الْيَوْمَ	1214 فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٣٨﴾
یہ لوگ آئیں گے ہمارے پاس	لیکن	یہ ظالم لوگ	آج کے دن	ایک کھلی گمراہی میں ہیں
وَاَنْذِرْهُمْ	يَوْمَ الْحَسْرَةِ	اِذْ	قُضِيَ	الْاَمْرُ
اور آپ خبردار کردیں ان کو	حسرتوں کے دن سے	جب	فیصلہ کردیا جائے گا	تمام معاملات کا

وَهُمْ	فِيْ غَفْلَةٍ	وَّهُمْ	لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٣٩﴾	اِنَّا	نَحْنُ
اور (ابھی) یہ لوگ	غفلت میں ہیں	اور یہ لوگ	ایمان نہیں لائیں گے	بیشک	ہم ہی
نَرِثُ	الْاَرْضَ	وَمَنْ	عَلَيْهَا	وَاِلَيْنَا	يُرْجَعُوْنَ ﴿٤٠﴾
وارث ہوں گے	اس زمین کے	اوران کے جو	اس پر ہیں	اور ہماری طرف ہی	لوٹائے جائیں گے

نوٹ۔1

تمام معاملات کا فیصلہ ہو جانے والے دن کو حسرتوں کا دن اس لئے کہا گیا کہ اہل جہنم کو حسرت ہوگی کہ اگر وہ مومن صالح ہوتے تو ان کو جنت ملتی۔ جبکہ اہل جنت کو بھی ایک خاص قسم کی حسرت ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ اہل جنت کو کسی چیز پر حسرت نہ ہوگی۔ بجز ان لمحات وقت کے جو بغیر ذکر اللہ کے گزر گئے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ہر مرنے والے کو حسرت و ندامت سے سابقہ پڑے گا۔ صحابہ کرامؓ نے سوال کیا کہ یہ ندامت وحسرت کس بناء پر ہوگی تو آپؐ نے فرمایا کہ نیک اعمال کرنے والوں کو اس پر حسرت ہوگی کہ اور زیادہ نیک اعمال کیوں نہ کرلئے کہ اور زیادہ درجات جنت ملتے اور بدکار کو اس پر حسرت ہوگی کہ وہ اپنی بدکاری سے باز کیوں نہ آگیا۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (41 تا 50)

ترجمہ:

وَاذْكُرْ	فِي الْكِتٰبِ	اِبْرٰهِيْمَ ؑ	اِنَّهٗ	كَانَ	صِدِّيْقًا	نَّبِيًّا ﴿٤١﴾
اور یاد کرو	اس کتاب میں	ابراہیمؑ کو	بیشک وہ	تھے	ایک انتہائی سچے	(اور) ایک نبی
اِذْ	قَالَ	لِاَبِيْهِ	يٰٓاَبَتِ	لِمَ تَعْبُدُ	مَا	لَا يَسْمَعُ
جب	انہوں نے کہا	اپنے والد سے	اے میرے والد	آپ کیوں بندگی کرتے ہیں	اس کی جو	نہیں سنتا

وَلَا يُبْصِرُ	وَلَا يُغْنِيْ	عَنْكَ	شَيْـًٔا ﴿٤٢﴾	يٰٓاَبَتِ	اِنِّيْ
اور نہیں دیکھتا	اور کام نہیں آتا	آپ کے	کچھ بھی	اے میرے والد	بیشک

قَدْ جَآءَنِيْ	مِنَ الْعِلْمِ	مَا	لَمْ يَاْتِكَ	فَاتَّبِعْنِيْ
آچکا ہے میرے پاس	علم میں سے	وہ جو	نہیں پہنچا آپ تک	پس آپ پیروی کریں میری

اَهْدِكَ	صِرَاطًا سَوِيًّا ﴿٤٣﴾	يٰٓاَبَتِ	لَا تَعْبُدِ
تو میں ہدایت دوں گا آپ کو	ایک ہموار راستے کی	اے میرے والد	آپ بندگی مت کریں

الشَّیْطٰنَ ؕ	اِنَّ	الشَّیْطٰنَ	كَانَ	لِلرَّحْمٰنِ	عَصِیًّا ﴿۴۴﴾	1214 یٰۤاَبَتِ	اِنِّیْۤ
شیطان کی	بیشک	شیطان	ہے	رحمان کا	نافرمان	اے میرے والد	بیشک

اَخَافُ	اَنْ	یَّمَسَّكَ	عَذَابٌ	مِّنَ الرَّحْمٰنِ	فَتَكُوْنَ
میں ڈرتا ہوں	کہ	چھوئے آپ کو	کوئی عذاب	رحمٰن (کیطرف) سے	نتیجۃً آپ ہو جائیں

لِلشَّیْطٰنِ	وَلِیًّا ﴿۴۵﴾	قَالَ	اَ	رَاغِبٌ	اَنْتَ	عَنْ اٰلِهَتِیْ
شیطان کے	ایک کارندے	(والدنے) کہا	کیا	روگردانی کرنے والا ہے	تو	میرے معبودوں کی

یٰۤاِبْرٰهِیْمُ ۚ	لَئِنْ	لَّمْ تَنْتَهِ	لَاَرْجُمَنَّكَ	وَاهْجُرْنِیْ
اے ابراہیمؑ	بیشک اگر	تو باز نہ آیا	تو میں لازماً سنگسار کروں گا تجھ کو	اور تو چھوڑ دے مجھ کو

مَلِیًّا ﴿۴۶﴾	قَالَ	سَلٰمٌ	عَلَیْكَ ۚ	سَاَسْتَغْفِرُ	لَكَ	رَبِّیْ ؕ
ہمیشہ کے لئے	انہوں نے کہا	سلامتی ہو	آپ پر	میں مغفرت مانگوں گا	آپ کے لئے	اپنے رب سے

اِنَّهٗ	كَانَ	بِیْ	حَفِیًّا ﴿۴۷﴾	وَاَعْتَزِلُكُمْ
بیشک وہ	ہے	مجھ پر	شفقت کرنے والا	اور میں کنارہ کش ہوتا ہوں آپ سب سے

وَمَا	تَدْعُوْنَ	مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ	وَاَدْعُوْا	رَبِّیْ ۖ
اور اس سے جس کو	آپ لوگ پکارتے ہیں	اللہ کے سوا	اور میں پکارتا ہوں	اپنے رب کو

عَسٰۤى	اَلَّاۤ اَكُوْنَ	بِدُعَآءِ رَبِّیْ	شَقِیًّا ﴿۴۸﴾	فَلَمَّا	اعْتَزَلَهُمْ
امید ہے	کہ میں نہیں ہوں گا	اپنے رب کو پکارنے سے	نامراد	پھر جب	وہ کنارہ کش ہوئے ان سے

وَمَا	یَعْبُدُوْنَ	مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۙ	وَهَبْنَا	لَهٗۤ	اِسْحٰقَ	وَیَعْقُوْبَ ؕ
اور اس سے جس کی	وہ لوگ بندگی کرتے تھے	اللہ کے علاوہ	تو ہم نے عطا کیا	ان کو	اسحاق	اور یعقوب

وَكُلًّا	جَعَلْنَا	نَبِیًّا ﴿۴۹﴾	وَوَهَبْنَا	لَهُمْ	مِّنْ رَّحْمَتِنَا	وَجَعَلْنَا
اور ہر ایک کو	ہم نے بنایا	نبی	اور ہم نے عطا کیا	ان کو	اپنی رحمت میں سے	اور ہم نے بنایا

لَهُمْ	لِسَانَ صِدْقٍ	عَلِیًّا ﴿۵۰﴾ ع
ان کے لئے	سچائی کی بات	بلند ہونے والی ہوتے ہوئے

آیت نمبر (51تا58)

ترجمہ:

وَاذْكُرْ	فِی الْكِتٰبِ	مُوْسٰۤى	اِنَّهٗ	كَانَ	مُخْلَصًا	وَّكَانَ	رَسُوْلًا	نَّبِیًّا ﴿۵۱﴾
اور یاد کرو	اس کتاب میں	موسیٰؑ کو	بیشک وہ	تھے	چنے ہوئے	اور وہ تھے	رسول	نبی

وَنَادَيْنٰهُ	مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ	وَقَرَّبْنٰهُ	1214 نَجِيًّا ﴿۵۲﴾
اور ہم نے پکارا ان کو	طور کی داہنی جانب سے	اور نزدیک بلایا اس کو	بھید کہنے کو

وَوَهَبْنَا	لَهٗ	مِنْ رَّحْمَتِنَآ	اَخَاهُ	هٰرُوْنَ	نَبِيًّا ﴿۵۳﴾	وَاذْكُرْ
اور ہم نے عطا کیا	ان کو	اپنی رحمت سے	ان کے بھائی	ہارون کو	نبی ہوتے ہوئے	اور یاد کرو

فِي الْكِتٰبِ	اِسْمٰعِيْلَ ۡ	اِنَّهٗ	كَانَ	صَادِقَ الْوَعْدِ	وَكَانَ	رَسُوْلًا
اس کتاب میں	اسماعیلؑ کو	بیشک وہ	تھے	وعدے کے سچے	اور وہ تھے	رسول

نَّبِيًّا ﴿۵۴﴾	وَكَانَ يَاْمُرُ	اَهْلَهٗ	بِالصَّلٰوةِ	وَالزَّكٰوةِ ۠	وَكَانَ
نبی	اور وہ حکم کرتے تھے	اپنے گھر والوں کو	نماز کا	اور زکوۃ کا	اور وہ تھے

عِنْدَ رَبِّهٖ	مَرْضِيًّا ﴿۵۵﴾	وَاذْكُرْ	فِي الْكِتٰبِ	اِدْرِيْسَ ۡ	اِنَّهٗ	كَانَ
اپنے رب کے پاس	پسند کئے ہوئے	اور یاد کرو	اس کتاب میں	ادریسؑ کو	بیشک وہ	تھے

صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ﴿۵۶﴾	وَّرَفَعْنٰهُ	مَكَانًا عَلِيًّا ﴿۵۷﴾	اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ	اَنْعَمَ
سچے نبی	اور ہم نے بلند کیا انؑ کو	ایک بالاتر مقام پر	یہ وہ لوگ ہیں	انعام کیا

اللّٰهُ	عَلَيْهِمْ	مِّنَ النَّبِيّٖنَ	مِنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ ۤ	وَمِمَّنْ	حَمَلْنَا
اللہ نے	جن پر	نبیوں میں سے	آدمؑ کی اولاد میں سے	اور ان میں سے جن کو	ہم نے سوار کیا

مَعَ نُوْحٍ	وَّمِنْ ذُرِّيَّةِ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْرَاۗءِيْلَ	وَمِمَّنْ	هَدَيْنَا
نوحؑ کے ساتھ	اور ابراہیمؑ اور اسرائیلؑ کی اولاد میں سے	اور ان میں سے جن کو	ہم نے ہدایت دی

وَاجْتَبَيْنَا ۭ	اِذَا	تُتْلٰى عَلَيْهِمْ	اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ	خَرُّوْا
اور ہم نے منتخب کیا	جب	پڑھ کر سنائی جاتی ہیں ان کو	رحمٰن کی آیتیں	تو وہ گر پڑتے ہیں

سُجَّدًا	وَّبُكِيًّا ﴿۵۸﴾ السجدة
سجدہ کرنے والے ہوتے ہوئے	اور روتے ہوئے

نوٹ۔1

قرآن مجید میں رسول اور نبی، دونوں الفاظ ہم معنی استعمال ہوتے ہیں۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک ہی شخصیت کو کہیں صرف رسول کہا گیا ہے اور کہیں صرف نبی اور کہیں رسول اور نبی ایک ساتھ، لیکن بعض مقامات پر رسول اور نبی کے الفاظ اس طرح بھی استعمال ہوئے ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان دونوں میں مرتبے یا کام کی نوعیت کے لحاظ سے کوئی اصطلاحی فرق ہے۔ مثلاً سورہ حج کی آیت۔ ۵۲ میں فرمایا ''ہم نے تم سے پہلے نہیں بھیجا کوئی رسول اور نہ کوئی نبی مگر.........'' یہ الفاظ صاف ظاہر کرتے ہیں کہ رسول اور نبی کے درمیان کوئی معنوی فرق ضرور ہے۔ اہل تفسیر نے اس پر بحث کی ہے لیکن قطعی دلائل کے ساتھ کوئی بھی رسول اور نبی کی الگ الگ

حیثیتوں کا تعین نہیں کر سکا۔ البتہ یہ بات یقین سے کہی جا سکتی ہے کہ رسول کا لفظ نبی کی نسبت خاص ہے۔ 1214 یعنی ہر رسول نبی بھی ہوتا ہے لیکن ہر نبی رسول نہیں ہوتا۔ اس کی تائید ایک حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رسولوں کی تعداد پوچھی گئی تو آپؐ نے ۳۱۳ یا ۳۱۵ بتائی اور انبیاء کی تعداد پوچھی گئی تو آپؐ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار بتائی۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ۔2

حضرت ادریسؑ کے متعلق اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک وہ بنی اسرائیل سے بھی پہلے گزرے ہیں۔ کوئی حدیث ایسی ملی جس سے ان کی شخصیت کے تعین میں کوئی مود ملتی ہو۔ البتہ قرآن کا ایک اشارہ اس خیال کی تائید کرتا ہے کہ وہ نوح سے پہلے ہیں۔ کیونکہ بعد والی آیت میں یہ فرمایا گیا ہے کہ یہ انبیاء جن کا ذکر گزرا ہے، آدمؑ کی اولاد، نوح کی اولاد، ابراہیم کی اولاد اور اسرائیل کی اولاد سے ہیں۔ اب یہ ظاہر ہے کہ حضرت یحییٰ عیسیٰ اور موسیٰؑ تو بنی اسرائیل میں سے ہیں، حضرت اسمٰعیل، اسحٰق اور یعقوبؑ اولاد ابراہیمؑ سے ہیں، اور حضرت ابراہیم اولاد نوحؑ سے ہیں۔ ان کے بعد صرف حضرت ادریس ہی رہ جاتے ہیں جن کے متعلق یہ سمجھا جاسکتا ہے کہ وہ اولادِ آدم سے ہیں۔ اور وَرَفَعۡنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا کا سیدھا سادھا مطلب تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ادریس کو بلند مرتبہ عطا کیا تھا، لیکن اسرائیلی روایات سے منتقل ہو کر یہ بات ہمارے ہاں بھی مشہور ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ادیسؑ کو آسمان پر اٹھا لیا۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (59 تا 65)

ترجمہ:

فَخَلَفَ	مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ	خَلۡفٌ	اَضَاعُوا	الصَّلٰوةَ
پھر جانشین ہوئے	ان کے بعد	کچھ ایسے جانشین جنہوں نے	ضائع کیا	نماز کو

وَاتَّبَعُوا	الشَّهَوٰتِ	فَسَوۡفَ	يَلۡقَوۡنَ	غَيًّا ۙ ﴿۵۹﴾	اِلَّا مَنۡ
اور انہوں نے پیروی کی	خواہشات کی	تو عنقریب	وہ لوگ ملیں گے	گمراہی سے	سوائے اس کے جس نے

تَابَ	وَاٰمَنَ	وَعَمِلَ	صَالِحًا	فَاُولٰٓئِكَ	يَدۡخُلُوۡنَ	الۡجَنَّةَ
توبہ کی	اور ایمان لایا	اور عمل کیا	نیک	تو وہ لوگ	داخل ہوں گے	جنت میں

وَلَا يُظۡلَمُوۡنَ	شَيۡـئًا ۙ ﴿۶۰﴾	جَنّٰتِ عَدۡنِ	اِلَّتِىۡ	وَعَدَ	الرَّحۡمٰنُ
اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا	کچھ بھی	عدن کے باغات	جن کا	وعدہ کیا	رحمن نے

عِبَادَهٗ	بِالۡغَيۡبِ ؕ	اِنَّهٗ	كَانَ	وَعۡدُهٗ	مَاۡتِيًّا ﴿۶۱﴾	لَا يَسۡمَعُوۡنَ
اپنے بندوں سے	غیب میں	حقیقت یہ ہے کہ	ہے	اس کا وعدہ	پورا کیا ہوا	وہ نہیں سنیں گے

فِيۡهَا	لَغۡوًا	اِلَّا	سَلٰمًا ؕ	وَلَهُمۡ	رِزۡقُهُمۡ	فِيۡهَا	بُكۡرَةً
اس میں	کوئی بیہودہ بات	مگر	سلام	اور ان کے لئے	ان کی روزی ہے	اس میں	صبح کے وقت

وَّعَشِيًّا ﴿۶۲﴾	تِلۡكَ الۡجَنَّةُ الَّتِىۡ	نُوۡرِثُ	مِنۡ عِبَادِنَا	مَنۡ
اور شام کے وقت	یہ وہ جنت ہے جس کا	ہم وارث بنائیں گے	اپنے بندوں میں سے	اس کو جو

1214

كَانَ	تَقِيًّا ۝٦٣	وَمَا نَتَنَزَّلُ	اِلَّا	بِاَمْرِ رَبِّكَ ۚ	لَهٗ	مَا
تھا	پرہیزگار	اور ہم نہیں اترتے	مگر	آپؐ کے رب کے حکم سے	اس کا ہی ہے	وہ جو
بَيْنَ اَيْدِيْنَا	وَمَا	خَلْفَنَا	وَمَا	بَيْنَ ذٰلِكَ ۚ	وَمَا كَانَ	رَبُّكَ
ہمارے سامنے ہے	اور وہ جو	ہمارے پیچھے ہے	اور وہ جو	اس کے درمیان ہے	اور نہیں ہے	آپؐ کا رب

نَسِيًّا ۝٦٤ ۚ	رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ	وَمَا	بَيْنَهُمَا
بھولنے والا	جو زمین اور آسمانوں کا رب ہے	اور اس کا جو	ان دونوں کے درمیان ہے

فَاعْبُدْهُ	وَاصْطَبِرْ	لِعِبَادَتِهٖ ؕ	هَلْ	تَعْلَمُ
پس آپؐ بندگی کریں اس کی	اور آپؐ ڈٹے رہیں	اس کی بندگی کے لئے	کیا	آپؐ جانتے ہیں

لَهٗ	سَمِيًّا ۝٦٥ ع
اس کے	کسی ہم نام کو

نوٹ۔1

نماز کو ضائع کرنے سے مراد جمہور مفسرین کے نزدیک نماز کو اس کے وقت سے تاخیر کر کے پڑھنا ہے۔ اور بعض حضرات نے فرمایا کہ نماز کے آداب وشرائط میں سے کسی میں کوتاہی کرنا، جس میں وقت بھی شامل ہے، نماز کو ضائع کرنا ہے اور بعض حضرات نے فرمایا کہ اضاعتِ صلوٰۃ سے مراد بے جماعت کے گھر میں نماز پڑھ لینا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس شخص کی نماز نہیں ہوتی جو نماز میں اقامت نہ کرے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جو رکوع اور سجدے میں جلدی کرے اور رکوع سے سیدھا کھڑا ہونے کا اور دو سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھنے کا اہتمام نہ کرے اس کی نماز نہیں ہوتی یعنی ضائع ہوجاتی ہے۔ (معارف القرآن)

نوٹ۔2

یہ عجیب اتفاق ہے کہ مشرکین اور بت پرستوں نے اگرچہ عبادت میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ بہت سے انسانوں، فرشتوں پتھروں اور بتوں کو شریک کرڈالا تھا اور ان سب کو الٰہ یعنی معبود کہتے تھے مگر کسی نے لفظ اللہ، کسی معبود باطل کا نام کبھی نہیں رکھا۔ یہ ایک تکوینی اور تقدیری امر تھا کہ دنیا میں اللہ کے نام سے کوئی بت اور کوئی باطل الٰہ کبھی موسوم نہیں ہوا۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (66تا74)

ج ث و

(ن)

جَثْوًا — دوزانوں بیٹھنا۔ گھٹنوں کے بل گرنا۔

جَاثٍ — ج: جِثِيًّ۔ گھٹنوں کے بل گرنے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔ ٦٨

ح ت م

(ض)

حَتْمًا — مضبوط کرنا۔ واجب کرنا

حَتْمٌ — قطعی۔ پکی بات۔ زیر مطالعہ آیت۔ ٧١

ترجمہ:

وَيَقُوْلُ	الْاِنْسَانُ	ءَ	اِذَا مَا	مِتُّ	لَسَوْفَ	اُخْرَجُ
اور کہتا ہے	انسان	کیا	جب بھی	میں مرجاؤں گا	تو عنقریب (پھر)	میں نکالا جاؤں گا

1214 مِنۡ قَبۡلُ	خَلَقۡنٰهُ	اَنَّا	الۡاِنۡسَانُ	لَا يَذۡكُرُ	اَوَ	حَيًّا ﴿۶۶﴾
اس سے پہلے	ہم نے پیدا کیا اس کو	کہ	انسان	یاد نہیں کرتا	تو کیا	زندہ ہوتے ہوئے

لَنَحۡشُرَنَّهُمۡ	فَوَرَبِّكَ	شَيۡـًٔا ﴿۶۷﴾	لَمۡ يَكُ	وَ
ہم لازماً اکٹھا کریں گے ان کو	تو آپ کے رب کی قسم	کوئی چیز	وہ نہیں تھا	اس حال میں کہ

جِثِيًّا ﴿۶۸﴾	حَوۡلَ جَهَنَّمَ	لَنُحۡضِرَنَّهُمۡ	ثُمَّ	وَالشَّيٰطِيۡنَ
گھٹنوں کے بل گرے ہوئے	جہنم کے گرد	ہم لازماً حاضر کریں گے ان کو	پھر	اور شیطانوں کو

اَشَدُّ	اَيُّهُمۡ	مِنۡ كُلِّ شِيۡعَةٍ	لَنَنۡزِعَنَّ	ثُمَّ
سخت رکھتا تھا	جونسا ان میں سے	ہر فرقے سے	ہم لازماً کھینچ نکالیں گے	پھر

اَعۡلَمُ	لَنَحۡنُ	ثُمَّ	عِتِيًّا ﴿۶۹﴾	عَلَى الرَّحۡمٰنِ
زیادہ جاننے والے ہیں	یقیناً ہم ہی	پھر	اکڑ سے	رحمن سے

صِلِيًّا ﴿۷۰﴾	بِهَا	اَوۡلٰى	هُمۡ	بِالَّذِيۡنَ
بلحاظ تپش جھیلنے کے	اس (جہنم) کے	زیادہ حقدار ہیں	وہ لوگ ہی	ان کو جو (کہ)

كَانَ	وَارِدُهَا	اِلَّا	مِّنۡكُمۡ	وَاِنۡ
یہ ہے	نہ پہنچے گا اس پر	جو (مگر)	تم میں سے (کوئی)	اور نہیں ہے

اتَّقَوۡا	الَّذِيۡنَ	نُنَجِّى	ثُمَّ	حَتۡمًا مَّقۡضِيًّا ﴿۷۱﴾	عَلٰى رَبِّكَ
تقویٰ اختیار کیا	ان کو جنہوں نے	ہم بچالیں گے	پھر	فیصلہ کی ہوئی پکی بات	آپ کے رب پر

تُتۡلٰى عَلَيۡهِمۡ	وَاِذَا	جِثِيًّا ﴿۷۲﴾	فِيۡهَا	الظّٰلِمِيۡنَ	وَّنَذَرُ
پڑھ کر سنائی جاتی ہیں ان کو	اور جب	گھٹنوں کے بل گرے ہوئے	اس میں	ظالموں کو	اور ہم چھوڑ دیں گے

اٰمَنُوۡۤا	لِلَّذِيۡنَ	كَفَرُوۡا	الَّذِيۡنَ	قَالَ	بَيِّنٰتٍ	اٰيٰتُنَا
ایمان لائے	ان سے جو	انکار کیا	وہ لوگ جنہوں نے	تو کہتے ہیں	واضح ہوتے ہوئے	ہماری آیتیں

وَكَمۡ اَهۡلَكۡنَا	نَدِيًّا ﴿۷۳﴾	وَّاَحۡسَنُ	مَّقَامًا	خَيۡرٌ	اَىُّ الۡفَرِيۡقَيۡنِ
اور کتنی ہی ہم نے ہلاک کیں	بلحاظ مجلس کے	اور زیادہ اچھا ہے	بلحاظ مقام و مرتبہ کے	بہتر ہے	دونوں فرقوں میں سے کون

وَّرِءۡيًا ﴿۷۴﴾	اَثَاثًا	اَحۡسَنُ	هُمۡ	مِّنۡ قَرۡنٍ	قَبۡلَهُمۡ
اور بلحاظ ظاہری دکھاوے کے	بلحاظ ساز و سامان کے	زیادہ اچھے تھے	وہ لوگ	قومیں	ان سے پہلے

نوٹ۔1

(آیت۔۷۱) میں وارد ہونے کے معنی بعض روایات میں داخل ہونے کے بیان کئے گئے ہیں۔ مگر ان میں سے کسی کی بھی سند نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک قابل اعتماد ذرائع سے نہیں پہنچی۔ اور پھر یہ بات قرآن مجید اور ان کثیر التعداد احادیث کے بھی خلاف ہے جن میں

مومنین صالحین کے دوزخ میں جانے کی قطعی نفی کی گئی ہے۔ مزید برآں لغت میں بھی ورود کے معنی دخول کے نہیں ہیں۔ اس لئے اس آیت کا صحیح مطلب یہ ہے کہ جہنم پر سے گزر تو سب کا ہوگا مگر، جیسا کہ آگے والی آیت بتا رہی ہے، پرہیزگار لوگ اس سے بچا لئے جائیں گے اور ظالم اس میں جھونک دیئے جائیں گے۔ (تفہیم القرآن)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں اس دن بہت سے مرد عورت اس پر سے (یعنی پل صراط سے) پھسل پڑھیں گے۔ اس کے دونوں کنارے فرشتوں کی صف بندی ہوگی جو اللہ تعالیٰ سے سلامتی کی دعائیں کر رہے ہوں گے۔ یہ تو اللہ کی ایک قسم ہے جو پوری ہو کر رہے گی۔ پل صراط جانے کے بعد پرہیزگار تو پار ہو جائیں گے۔ ہاں کافر وگنہگار اپنے اپنے اعمال کے مطابق جہنم میں گرتے جائیں گے۔ مومن بھی اپنے اپنے اعمال کے مطابق نجات پائیں گے۔ جیسے عمل ہوں گے اتنی دیر وہاں لگ جائے گی۔ پھر یہ نجات یافتہ اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں کی سفارش کریں گے۔ ملائکہ شفاعت کریں گے اور نبیاء بھی۔ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ پل صراط سے سب کو گزرنا ہوگا یہی آگ کے پاس کھڑا ہونا ہے۔ (یعنی آگ پر وارد ہونا ہے) (ابن کثیر)

نوٹ۔2

دوسرے مذاہب میں سے آتش پرستوں یعنی پارسی لوگوں کے ہاں بھی پل صراط کا تصور پایا جاتا ہے۔ ان کی نمازیں بھی پانچ ہیں اور ان کی نمازوں کے اوقات بھی ہم سے ملتے جلتے ہیں۔ کسی کے انتقال کے بعد وہ لوگ بھی چالیسواں کرتے ہیں۔ (شاید یہ بھی اس طرح کی خانہ ساز اور من گھڑت رسم ہے جیسے مسلمانوں کے ہاں ہے۔ کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ موجد کون اور نقال کون ہے) ایک پارسی دوکاندار سے اس کے مذہب کے متعلق کچھ باتیں پوچھیں تو اس نے کہا کہ ہم بس اتنا جانتے ہیں کہ ہم پارسی ہیں۔ ہمارے مذہب کے بارے میں ہمارے عالم سے پوچھو۔ آج مسلمان میں بھی اکثر کا یہ ہی حال ہے۔ ان کو بس اتنا پتہ ہے کہ وہ مسلمان ہیں۔ اسلام میں کیا ہے کیا نہیں ہے یہ مولوی سے پوچھو۔ دوسری بات یہ ہے کہ آخرت میں تو پل صراط سے گزرنا ہی ہے لیکن اس سے پہلے اس دنیا میں بھی ہم پل صراط ہی سے گزر رہے ہیں، یہاں شریعت پر عمل کرنا پل صراط سے گزرنے کے برابر ہے۔ خاص طور پر ماں اور بیوی کے حقوق میں توازن برقرار رکھنے کا مسئلہ بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے۔ (حافظ احمد یار صاحب مرحوم)

آیت نمبر (75 تا 82)

ض د د

(ن) ضَدًّا — جھگڑے میں غالب آنا۔

ضِدٌّ — مخالف۔ دشمن۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۸۲

ترکیب

(آیت۔ ۷۵) فَلْيَمْدُدْ فعل امر غائب ہے اور اس کا فاعل اَلرَّحْمٰنُ ہے اس لئے حالت رفع میں ہے۔ رَاَوْا کا مفعول مَا ہے اور محلاً حالت نصب میں ہے۔ اس کا بدل ہونے کی وجہ سے اَلْعَذَابَ اور اَلسَّاعَةَ حالت نصب میں آئے ہیں۔ يُوْعَدُوْنَ کے دو امکان ہیں۔ اگر اس کا مصدر وَعْدٌ مانا جائے تو ترجمہ ہوگا۔ جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے اور اگر مصدر وَعِيْدٌ ہو تو ترجمہ ہوگا ''جس سے انکو ڈرایا جاتا ہے۔'' اور دونوں صورتوں میں ثلاثی مجرد ہی ہوگا یا اگر اس کو ثلاثی مجرد کا مضارع مجہول مانیں تو ترجمہ ہوگا ''جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے۔'' اور اگر باب افعال کا مضارع مجہول مانیں تو ترجمہ ہوگا ''جس سے ان کو ڈرایا جاتا ہے۔'' دونوں ترجمے درست مانیں جائیں گے۔

ترجمہ:

1214

قُلْ	مَنْ	كَانَ	فِي الضَّلٰلَةِ	فَلْيَمْدُدْ	لَهُ	الرَّحْمٰنُ	مَدًّا ۚ
آپ کہیے	وہ جو	ہے	گمراہی میں	تو چاہیے کہ مہلت دے	اس کو	رحمٰن	جیسے مہلت دیتے ہیں

حَتّٰٓى	اِذَا	رَاَوْا	مَا	يُوْعَدُوْنَ	اِمَّا	الْعَذَابَ
یہاں تک کہ	جب	وہ لوگ دیکھیں	اس کو جو	ان سے وعدہ کیا جاتا ہے	خواہ	عذاب کو

وَاِمَّا السَّاعَةَ ؕ	فَسَيَعْلَمُوْنَ	مَنْ	هُوَ	شَرٌّ	مَّكَانًا
اور یا قیامت کو	پھر وہ لوگ جان لیں گے	کون ہے (کہ)	وہی	برا ہے	بلحاظ جگہ کے

وَّاَضْعَفُ	جُنْدًا ۝٧٥	وَيَزِيْدُ	اللّٰهُ	الَّذِيْنَ	اهْتَدَوْا
اور زیادہ کمزور ہے	بلحاظ لاؤلشکر کے	اور زیادہ کرتا ہے	اللہ	ان لوگوں کو جنہوں نے	ہدایت پائی

هُدًى ؕ	وَالْبٰقِيٰتُ	الصّٰلِحٰتُ	خَيْرٌ	عِنْدَ رَبِّكَ	ثَوَابًا
بلحاظ ہدایت کے	اور باقی رہنے والی	نیکیاں	بہتر ہیں	آپ کے رب کے نزدیک	بلحاظ بدلے کے

وَّخَيْرٌ	مَّرَدًّا ۝٧٦	اَفَرَءَيْتَ	الَّذِيْ	كَفَرَ	بِاٰيٰتِنَا
اور بہتر ہیں	بلحاظ لوٹانے کے	تو کیا آپ نے دیکھا	اس کو جس نے	انکار کیا	ہماری نشانیوں کا

وَقَالَ	لَاُوْتَيَنَّ	مَالًا	وَّوَلَدًا ۝٧٧	اَطَّلَعَ	الْغَيْبَ	اَمِ
اور کہا	مجھ کو لازماً دیا جائے گا	مال	اور اولاد	کیا وہ آگاہ ہوا	غیب سے	یا

اتَّخَذَ	عِنْدَ الرَّحْمٰنِ	عَهْدًا ۝٧٨	كَلَّا ؕ	سَنَكْتُبُ	مَا	يَقُوْلُ
اس نے لیا	رحمٰن سے	کوئی عہد	ہرگز نہیں	ہم لکھ لیں گے	اس کو جو	وہ کہتا ہے

وَنَمُدُّ	لَهٗ	مِنَ الْعَذَابِ	مَدًّا ۝٧٩	وَّنَرِثُهٗ
اور ہم دراز کریں گے	اس کے لئے	عذاب کو	جیسے دراز کرتے ہیں	اور ہم وارث ہوں گے اس کے

مَا	يَقُوْلُ	وَيَاْتِيْنَا	فَرْدًا ۝٨٠	وَاتَّخَذُوْا
اس چیز میں جو	وہ کہتا ہے	اور وہ آئے گا ہمارے پاس	تنہا ہوتے ہوئے	اور انہوں نے بنائے

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ	اٰلِهَةً	لِّيَكُوْنُوْا	لَهُمْ	عِزًّا ۝٨١	كَلَّا ؕ	سَيَكْفُرُوْنَ
اللہ کے علاوہ	کچھ معبود	تاکہ وہ ہوجائیں	ان کے لئے	ایک پناہ	ہرگز نہیں	وہ (معبود) انکار کریں گے

بِعِبَادَتِهِمْ	وَيَكُوْنُوْنَ	عَلَيْهِمْ	ضِدًّا ۝٨٢
ان کی عبادت کا	اور وہ ہوجائیں گے	ان کے	مخالف

1214

آیت نمبر (83تا92)

ء	د	د

(ض-ن) اَدًّا بھاری اور دشوار ہونا۔

اِدٌّ ہولناک۔ بھاری۔ زیر مطالعہ آیت۔۸۹

ھ	د	د

(ض) ھَدًّا کسی چیز کا آواز کے ساتھ گرنا۔ دھڑام سے گرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔۹۰

ء	ز	ز

(ن) اَزًّا (۱) ہانڈی کا جوش میں آنا۔ اُبلنا۔ (لازم)۔ (۲) ہانڈی کو جوش میں لانا۔ اُبالنا۔ (متعدی)
پھر کسی کو کسی کام پر ابھارنے، اُکسانے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ زیر مطالعہ آیت۔۸۳۔

ترجمہ:

اَ	لَمْ تَرَ	اَنَّآ	اَرْسَلْنَا	الشَّيٰطِيْنَ	عَلَى الْكٰفِرِيْنَ	تَؤُزُّهُمْ
کی	آپؐ نے غور نہیں کیا	کہ ہم نے ہی	بھیجا	شیطان کو	کافروں پر	وہ اکساتے ہیں ان کو

اَزًّا ﴿۸۳﴾	فَلَا تَعْجَلْ	عَلَيْهِمْ ؕ	اِنَّمَا نَعُدُّ
جیسے اکسانے کا حق ہے	تو آپؐ جلدی مت کریں	ان پر (عذاب کی)	ہم تو بس گنتی (پوری) کرتے ہیں

لَهُمْ	عَدًّا ﴿۸۴﴾	يَوْمَ	نَحْشُرُ	الْمُتَّقِيْنَ
ان کے لئے	جیسے گنتی کرتے ہیں	(اس دن کے لئے) جس دن	ہم اکٹھا کریں گے	متقی لوگوں کو
اِلَى الرَّحْمٰنِ	وَفْدًا ﴿۸۵﴾	وَّنَسُوْقُ	الْمُجْرِمِيْنَ	اِلٰى جَهَنَّمَ
رحمٰن کی طرف	ایک وفد کے طور پر	اور ہم ہانکیں گے	مجرموں کو	جہنم کی طرف

وِرْدًا ﴿۸۶﴾	لَا يَمْلِكُوْنَ	الشَّفَاعَةَ	اِلَّا	مَنِ	اتَّخَذَ
پیاسے ہوتے ہوئے	اختیار نہیں رکھتے لوگ	شفاعت کا	مگر	وہ جس نے	لیا

عِنْدَ الرَّحْمٰنِ	عَهْدًا ﴿۸۷﴾	وَقَالُوا	اتَّخَذَ	الرَّحْمٰنُ	وَلَدًا ﴿۸۸﴾	لَقَدْ جِئْتُمْ
رحمٰن سے	کوئی عہد	اور لوگوں نے کہا	بنائی	رحمٰن نے	کوئی اولاد	یقیناً تم لوگ آئے ہو

شَيْئًا اِدًّا ﴿۸۹﴾	تَكَادُ	السَّمٰوٰتُ	يَتَفَطَّرْنَ	مِنْهُ	وَتَنْشَقُّ
ایک ہولناک چیز کے پاس	قریب ہے کہ	آسمان	پھٹ پڑیں	اس سے	اور پھٹ جائے

الْاَرْضُ	وَتَخِرُّ	الْجِبَالُ	هَدًّا ﴿۹۰﴾	اَنْ	دَعَوْا	لِلرَّحْمٰنِ
زمین	اور گر جائیں	پہاڑ	دھڑام سے	(بسبب اس کے) کہ	لوگوں نے دعویٰ کیا	رحمٰن کے لئے

وَلَدًا ﴿۹۱﴾	وَمَا يَنْۢبَغِيْ	لِلرَّحْمٰنِ	اَنْ	يَّتَّخِذَ	وَلَدًا ﴿۹۲﴾
کسی اولاد کا	اور شایانِ شان نہیں ہوتا	رحمٰن کے لئے	کہ	وہ بنائے	کوئی اولاد

نوٹ۔1

(آیت۔۸۷) کے دو معانی ہو سکتے ہیں اور آیت کے الفاظ ایسے ہیں جو دونوں معانی پر یکساں روشنی ڈالتے ہیں۔ ایک یہ کہ سفارش اسی کے حق میں ہو سکے گی جس نے رحمٰن سے پروانہ حاصل کر لیا ہو یعنی دنیا میں ایمان لا کر اور خدا سے کچھ تعلق جوڑ کر اپنے آپ کو عفور درگزر کا مستحق بنا لیا ہو۔ دوسرے یہ کہ سفارش وہی کر سکے گا جس کو پروانہ ملا ہو یعنی لوگوں نے جن جن کو اپنا شفیع اور سفارشی سمجھ لیا ہے وہ سفارش کرنے کے مجاز نہ ہوں گے بلکہ خدا خود جس کو اجازت دے گا وہی شفاعت کے لئے زبان کھول سکے گا۔ (تفہیمالقرآن)

آیت نمبر (93تا98)

ر ک ز

(ض۔ن) رَکۡزًا : رگ کا پھڑکنا۔ حرکت کرنا۔

رِکۡزٌ : دھیمی آواز۔ آہٹ۔ زیر مطالعہ آیت۔۹۸۔

ترجمہ:

اِنۡ	كُلُّ مَنۡ	فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ	اِلَّاۤ	اٰتِى الرَّحۡمٰنِ
جتنے	جو کوئی بھی	زمین اور آسمانوں میں ہیں	مگر (یہ کہ)	وہ سب آتے ہیں رحمٰن کے پاس

عَبۡدًا ؕ۹۳	لَقَدۡ اَحۡصٰهُمۡ	وَعَدَّ	هُمۡ	عَدًّا ؕ۹۴
بندہ ہوتے ہوئے	بیشک اس نے شمار پورا کیا ہے ان کا	اور اس نے گنتی کی	ان کی	جیسے گنتی کرتے ہیں

وَكُلُّهُمۡ	اٰتِيۡهِ	يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ	فَرۡدًا ۹۵	اِنَّ	الَّذِيۡنَ	اٰمَنُوۡا
اور ان کے سب	اس کے پاس آنے والے ہیں	قیامت کے دن	تنہا	بیشک	وہ لوگ جو	ایمان لائے

وَعَمِلُوا	الصّٰلِحٰتِ	سَيَجۡعَلُ	لَهُمُ	الرَّحۡمٰنُ	وُدًّا ۹۶	فَاِنَّمَا
اور انہوں نے عمل کئے	نیکیوں کے	عنقریب بنا دے گا	ان کے لئے	رحمٰن	محبت	تو کچھ نہیں سوائے اس کے کہ

يَسَّرۡنٰهُ	بِلِسَانِكَ	لِتُبَشِّرَ	بِهِ	الۡمُتَّقِيۡنَ
ہم نے آسان کیا اس (قرآن) کو	آپؐ کی زبان میں	تاکہ آپؐ بشارت دیں	اس سے	متقی لوگوں کو

وَتُنۡذِرَ	بِهِ	قَوۡمًا لُّدًّا ۹۷	وَكَمۡ اَهۡلَكۡنَا
اور تاکہ آپ خبردار کریں	اس سے	ایک انتہائی ہٹ دھرم قوم کو	اور کتنی ہی ہم نے ہلاک کیں

قَبۡلَهُمۡ	مِّنۡ قَرۡنٍ ؕ	هَلۡ	تُحِسُّ	مِنۡهُمۡ	مِّنۡ اَحَدٍ
ان سے پہلے	قومیں	(تو) کیا	آپؐ محسوس کرتے ہیں	ان میں سے	کسی ایک کو بھی

اَوۡ	تَسۡمَعُ	لَهُمۡ	رِكۡزًا ۹۸ ع
یا	آپؐ سنتے ہیں	ان کی	کوئی بھنک

نوٹ۔1

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو پسند فرماتے ہیں تو جبرائیلؑ سے کہتے ہیں کہ میں فلاں آدمی سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو۔ جبرائیلؑ سارے آسمانوں میں اس کی منادی کرتے ہیں اور سب آسمان والے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ پھر یہ محبت زمین پر نازل ہوتی ہے۔ (یعنی زمین والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں) پھر آپؐ نے فرمایا کہ قرآن مجید کی یہ آیت اس پر شاہد ہے اور زیر مطالعہ آیت۔۹۶ کی تلاوت فرمائی۔ (معارف القرآن)

1253

1214